حق کاپی رائٹ محفوظ ہے

قولہ تعالےٰ

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ

گر آں چیزے کہ می بینم عزیزاں نیز دیدندے
ز مرزا توبہ کردندے بچشم زار و خوں بارے

# ترک مرزائیت

انعامی ایک ہزار روپیہ (۱۰۰۰)

مُصنفہ

## مولانا لال حسین صاحب اختر مبلغ اسلام

سابق مبلغ جماعت مرزائیہ لاہور

ملنے کا پتہ

حافظ محمد لطیف مینیجر رد مرزائیت بک ایجنسی اونچی مسجد بھاٹی دروازہ لاہور

نومبر ۱۹۳۲ء

بار دوم — مطبوعہ سیلی پرنٹنگ پریس بیرون موری گیٹ لاہور — قیمت ۸ر

# تاریخ طبع اوّل کتاب ترکِ مرزائیت

## از مولوی محمد عبد الرشید محبوب الرقم عادلی

هزار شکر کہ یہ نسخۂ عجیب و غریب — ہے توبہ نامہ پرانے مرید مرزا کا

بزیب و زینت و خوبی ہزار اجلت ہے — بہت ہی دلکش و اعلیٰ طریق پر ہے لکھا

مصنّف اس کے وہی لال حسین اختر ہیں — جو تھے مبلّغ مرزائیاں بہت اعلےٰ

تعصّبانہ نہیں منصفانہ بات یہ ہے — کہ جھوٹ و لغو ہے بیشک یہ مذہب مرزا

قوی دلایل و برہان اسکے ہیں مضبوط — مبلّغ ان کے ہی گھر کا ہی اکھاڑ لکھا

نہیں ہے اپنی طرف سے لکھا مصنف نے — کلام مرزا سے ثابت کیا ہے مرزا

ہمارے دوستوں نے جب تلاش کی تاریخ

۱۳ ۵ ۵۰
ش
کلام اختر محبوب ۔ سال طبع لکھا

# اعلان

# ایک ہزار روپیہ انعام

میں نے آٹھ سال تک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا مبلغ رہنے کے بعد مرزائیت سے توبہ کی ہے ترک مرزائیت کے وجوہات رسالہ ہذا میں مختصراً لکھ دیئے ہیں اگر کوئی جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھنے والا احمدی متانت اور سنجیدگی سے چھ ماہ کے اندر اندر اس کا مطبوعہ جواب لکھیگا تو اسے ہمارے جواب الجواب کے بعد بفیصلہ منصف ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا بشرطیکہ جواب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے مصدقہ ہو

**لاہوری احمدیو** اگر ہمت و جرأت ہے تو مرد میدان بنو اس کتاب کا جواب لکھو اور انعام حاصل کرو لیکن جواب لکھنے سے پہلے سوچ لینا کہ تمہارے سامنے کون ہے ؎

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھیئے گا ذرا دیکھ بھال کر

خاکسار لال حسین اختر مبلغ اسلام اونچی مسجد بھاٹی گیٹ لاہور
۵ دسمبر ۱۹۳۲ء

# تقریظ

عالیجناب حضرت مولانا مولوی معوان حسین صاحب مجددی مدظلہ العالی

خطیب شاہی مسجد۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، امابعد میں نے بعض حصہ سے کتاب "ترک مرزائیت" مصنفہ مولوی لال حسین صاحب اختر مدظلہ کو دیکھا اس میں شک نہیں یہ کتاب ابطال مرزائیت کیلئے ایک مضبوط حربہ ہے جس سے ہر مسلمان اردو دان فائدہ اٹھا سکتا ہے جس کیلئے مختصر اور مضبوط دلیل مولانا صاحب مذکور کا تصنیف ہونا کافی ووافی ہے کہ آپ الحمد للہ اس مذہب واہی کو باطل کرنا چاہتے ہیں۔ جس کے اثبات میں انہوں نے اپنا ایک حصہ عمر کا صرف کیا تھا۔ اور بہترین ابطال وہی کہہ سکتا ہے، جو پوری واقفیت بھی رکھتا ہو، جو خدا کا فضل عظیم ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم جزاہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزا واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

# دیباچہ طبع ثانی

خدائے واحد قدوس کے فضل و کرم سے کتاب "ترکِ مرزائیت" کو وہ قبولیت حاصل ہوئی ہے جو ہمارے وہم و گمان میں نہ تھی۔ عامۃ المسلمین اور خصوصاً حضرات علماء کرام نے اسے نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا، یہی وجہ ہے کہ پانچ ماہ کے عرصہ میں اس کا پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا، احباب کے تقاضا پر دوسرا ایڈیشن شایع ہو رہا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

طبع اول کے پہلے صفحہ پر اعلان کیا گیا تھا کہ اگر کوئی لاہوری جماعت کا میرزائی چھ ماہ کے اندر اس کتاب کا جواب لکھے گا، تو بعد فیصلہ منصف اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ کتاب مئی ۱۹۳۲ء کے پہلے ہفتہ میں شایع ہوئی تھی، باوجود ساڑھے چھ ماہ گذر جانے کے کسی مرزائی کو ہمت نہیں ہوئی، کہ وہ اس کے جواب میں قلم اٹھا سکے ہم دوبارہ آج کی تاریخ سے پھر اعلان کئے دیتے ہیں کہ اگر شرائط مندرجہ کے ماتحت مزید چھ ماہ کے عرصہ میں ہماری کتاب کا جواب لکھا گیا تو ہم انعام دینے کو تیار ہیں

لال حسین اختر ۱۵ نومبر ۱۹۳۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

## دیباچہ طبع اوّل

# ترکِ مرزائیت

## پہلے مجھے دیکھئے

بیشمار حمد و ثنا اس خالق حقیقی کیلئے جس نے تمام جہانوں کو نیست سے ہست کیا لاکھ لاکھ ستائش اس ذات باری کے لئے جسنے جنس خاکی کو اشرف المخلوقات بنایا اور اس کی تکمیل پر احسن تقویم کی الہامی مہر توثیق ثبت کی ہزار ہا درود اس مقدس وجود کیلئے جسے اللہ تعالےٰ نے سارے جہان کیلئے رحمت بنا کر بھیجا جنکی متبرک بعثت نے مشرق سے لیکر مغرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک کفر و شرک کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو توحید کے چھینٹوں سے ٹھنڈا کیا۔ اور ساری دنیا میں ایک نور کا عالم پیدا کر دیا۔ اور جس کی پاک مقدس نظر نے جہالت و وحشت اور فسق و فجور کی ان تمام آلائشوں کو جو عوارض کی صورت اختیار کئے ہوئے اشرف المخلوقات کو چمٹی ہوئی تھیں نہ صرف دور کیا بلکہ ہمیشہ کے لئے انکا قلع قمع کر دیا۔ یہ ہادیٔ کامل یہ رہبر حقیقی یہ ناصح اکبر یہ شافع محشر وہ ہستی ہے جس پر بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کا قول اطلاق پذیر ہوتا ہے جنکا نام نامی اور اسم گرامی حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہے گداؤں کو شہنشاہ بنانیوالے۔ گمراہانِ عالم کو راہ راست دکھانیوالے گنہگار انسانوں کو پاک کرکے خدائے قدوس کی بارگاہِ معلیٰ تک پہنچانیوالے حضور ہی ہیں اللہ تعالےٰ کے فضل اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس قدموں کی طفیل ایک عاصی بندہ ایک گنہگار انسان جو آٹھ سال تک تاریکی کے گڑھے اور ضلالت کے اندھیرے

غار میں ٹکریں مارتا رہا۔ آج ایک پرنور عالم اور روشنی کی دنیا میں داخل ہوتا ہے
ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاءُ

میری مذہبی زندگی کا آغاز تحریک خلافت کا مرہون منت ہے۔ میں اورینٹل کالج لاہور میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ انہیں ایام میں تحریک خلافت شروع ہوئی علمائے کرام نے نص قرآنی کی رو سے حکومت کی درسگاہوں کے بائیکاٹ کا فتوے دے دیا تھا۔ اس لئے میں نے اس فتوے کی تعمیل میں کالج کو خیرباد کہا اور اپنے وطن مالوف دھرم کوٹ رندھاوا ضلع گورداسپور کو چل دیا۔ مجھے اپنی بے مائیگی اور پست ہمتی کا پورا پورا احساس تھا۔ میری ناقابلیت بھی میرے علم میں تھی۔ لیکن ایک خواہش تھی۔ جو دل میں چٹکیاں لے رہی تھی۔ ایک آرزو تھی جو چین نہیں بیٹھنے دیتی تھی۔ ایک ارمان تھا کہ جس نے معمورۂ دل کو زیر و زبر کر رکھا تھا۔ حسرت تھی تو یہی تمنا تھی تو یہی کہ جس طرح ہو اپنے دین کی ماں پیارے اسلام کی خدمت کروں عقل نے لاکھ سمجھایا۔ دوستوں اور رشتہ داروں نے قید و بند کا خوف دلایا لیکن میں نے کسی کی ایک نہ مانی۔ اور کسی شاعر کے مشہور و معروف شعر ؎

دل اب تو عشق کے دریا میں ڈالا
توکلت علی اللہ تعالے

کا ورد کرتے ہوئے۔ خلافت کمیٹی میں اپنا نام درج کرا دیا۔ آٹھ نو ماہ ضلع گورداسپور میں خلافت کمیٹی بٹالہ کے زیر ہدایات آنریری کام کرتا رہا سارے ضلع کا دورہ کیا اور چپہ چپہ ذرہ ذرہ سے خلافت کے اغراض و مقاصد کی تبلیغ کی۔ میری سرگرمی اور جمہور کی بیداری نے حکام کی طبع انتقام گیر کو مشتعل کر دیا۔ آخر مجھ پر گورداسپور میں حکومت کے خلاف منافرت پھیلانے کا الزام عائد کر کے میرے خلاف ۱۲۴ الف کی بنا پر مقدمہ چلا دیا گیا۔ عدالت نے چند سرسری پیشیوں کے بعد مجھے ایک سال قید کا حکم سنایا ایک سال اور بیس روز کی طویل مدت گورداسپور جیل میں گذاری رہائی سے کچھ عرصہ پہلے جیل میں ہی مجھے اخبارات کے ذریعے معلوم ہوا کہ سوامی شردھانند

اور آریہ سماج نے فتنہ ارتداد کا علم بلند کر دیا ہے اور شدھی کی تحریک بڑے زور
شور سے جاری کی گئی ہے۔ جیل سے رہا ہوتے ہی گرد و پیش کے حالات کا اندازہ
کرنے کے بعد میں نے فیصلہ کر لیا کہ مجھے آریہ سماج اور شدھی کی تحریک کے مقابل
پہ تبلیغ اسلام کا کام کرنا چاہئے۔ انہیں ایام میں مجھے لاہوری مرزائیوں[1] کے چند
مبلغ ملے انہوں نے میرے سامنے اپنی جماعت کے تبلیغی کارناموں کو نہایت ہی مبالغہ
سے بیان کیا اور مرزا صاحب آنجہانی کی خدمات اسلامی کے بڑھ چڑھ کر افسانے سنائے
اور کہا کہ ہماری جماعت کے وہی عقائد ہیں جو اہل سنت والجماعت کے ہیں۔ مرزا
صاحب مدعی نبوت نہیں تھے جن لوگوں نے مرزا صاحب کی طرف دعوائے
نبوت منسوب کیا ہے۔ انہوں نے مرزا صاحب کے متعلق جھوٹ بولا ہے۔
اور بہتان طرازی و افترا پردازی سے کام لیا ہے۔ اپنے اس بیان کو درست
ثابت کرنے کے لئے مرزا صاحب کی ابتدائی کتابوں سے چند حوالے بھی پڑھ
کر سنائے جن میں مرزا صاحب نے مدعی نبوت کو کافر دجال اور دائرہ اسلام
سے خارج لکھا ہے۔ چونکہ مرزائی مذہب کے متعلق میرا مطالعہ صفر کے برابر تھا
اس لئے میں تبلیغ اسلام کے نام پر ان کے دام تزویر میں پھنس گیا اور مرزا صاحب

---

[1] ہم مرزا صاحب کے مریدوں کو طنزاً مرزائی نہیں کہتے بلکہ ان کیلئے مرزائی عزت کا نام ہے ہمارے
پاس اس کی ایک نہایت ہی مستند سند ہے اور وہ یہ کہ مرزا صاحب آنجہانی کی زندگی میں سالانہ جلسے کے
موقع پر ہزاروں کے مجمع میں ایک قصیدہ پڑھا گیا جس میں مرزا صاحب کے مریدوں کی مبالغہ آمیز تعریفیں کی گئیں جب مولوی محمد علی
صاحب ایم اے حال امیر جماعت احمدیہ لاہور کی تعریف کا وقت آیا تو انکی تعریف میں شعر تھا ؎

کیا ہے راز طشت از بام جس نے عیسویت کا
یہی وہ ہیں یہی وہ ہیں یہی ہیں پکے مرزائی

یہ قصیدہ میر قاسم علی ایڈیٹر فاروق نے مجمع عام میں پڑھا جسکو ہم اجماع امت مرزائیہ کہیں تو بجا ہے
لطف یہ ہے کہ خود مرزا صاحب نے بھی اس پر اظہار ناراضگی نہیں کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا
صاحب کے مرید اس نام کو پسند کرتے ہیں۔ اسلئے قادیانی اور لاہوری دونوں مرزائی ہیں۔ (اختر)

کی مجددیت و مہدویت کا پھندا اپنے گلے میں ڈال لیا بیعت کرنے کے بعد انجمن کے تبلیغی کالج داخل ہوا۔ سنسکرت پڑھی اور ویدوں وغیرہ کا مطالعہ کیا مدت معینہ میں کورس ختم کرنے کے بعد بحیثیت ایک کامیاب مبلغ کے مجھے تبلیغ و اشاعت کے کام پر لگا دیا گیا۔ اس دوران میں میں نہ صرف مبلغ و مناظر کے فرائض سرانجام دیتا رہا بلکہ سکرٹری احمدیہ ایسوسی ایشن ایڈیٹر اخبار پیغام صلح اور محصل وغیرہ کے ذمہ دارانہ عہدوں پر بھی فائز رہا۔ اور آٹھ سال تک پوری جانفشانی و سرگرمی کے ساتھ مرزائی عقائد کی تبلیغ و اشاعت کرتا رہا۔

۱۹۳۱ء کے وسط میں میں نے چند خواب دیکھے جن میں مرزا صاحب قادیانی کی نہایت ہی گھناونی شکل دکھائی دی اور انہیں بُری حالت میں دیکھا اگرچہ پہلے بھی مرزا صاحب کے بعض "الہامات" اور ان کی چند پیشگوئیاں میرے دل میں کانٹے کی طرح کھٹکتی تھیں۔ لیکن حسن عقیدت اور غلو محبت کی طاقتیں ان خیالات کو فوراً دبا دیتی تھیں ان خوابوں سے متاثر ہو کر میں نے فیصلہ کر لیا کہ مرزا صاحب کی محبت اور عداوت دونوں کو بالائے طاق رکھ کر ان کی صداقت کو تحقیقات کی کسوٹی پر پرکھنا چاہیے خدائے واحد و قدوس کو حاضر و ناظر سمجھتے ہوئے بہ اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ چھ ماہ کے عرصہ میں میں نے مرزا صاحب کی محبت اور عداوت کو چھوڑ کر اور بالکل خالی الذہن ہو کر مرزا صاحب کی اپنی مشہور تصنیفات اور قادیانی و لاہوری ہر دو پارٹیوں کی چیدہ چیدہ کتابوں کو جو مرزا صاحب کے دعاوی کی تائید میں لکھی گئی ہیں نظر غائر سے بطور ایک محقق کے پڑھا لیکن جتنا زیادہ میں نے مطالعہ کیا اتنی ہی مرزا صاحب کی صداقت مجھ پر مشتبہ ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ مجھے یقین کامل ہو گیا کہ مرزا صاحب اپنے دعوئ الہام، مجددیت، مسیحیت، نبوت وغیرہ میں سچے نہیں تھے اب میرے لئے ایک نہایت مشکل کا سامنا تھا ایک طرف ملازمت تھی جماعت احمدیہ کے بہت سے معزز ارکان اور افراد جماعت سے آٹھ سال کے دیرینہ اور خوشگوار تعلقات تھے بحیثیت ایک کامیاب مبلغ ہونے کے جماعت میں عزت اور رسوخ

بھی حاصل تھا لیکن جب دوسری طرف مرزا صاحب کے عقائد قرآن مجید کے بالکل الٹ دیکھتا تھا۔ ان کے الہامات اور پیشگوئیوں کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑتی ہوئی نظر آتی تھیں اور قیامت کے دن ان عقائد باطلہ کی بازپرس کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا تو میں لرزہ براندام ہوجاتا تھا۔ ایک طرف حق تھا اور دوسری طرف باطل ایک طرف تاریکی تھی اور دوسری طرف مشعل نور ایک طرف معقول تنخواہ کی ملازمت اور آٹھ سال کے دوستانہ تعلقات تھے۔ دوسری طرف دولت ایمان لیکن ساتھ دنیوی مشکلات اور مصائب کا سامنا آخر میں نے قطعی فیصلہ کرلیا کہ چاہے ہزارہا تکالیف اٹھانی پڑیں انہیں بخوشی برداشت کرونگا۔ کیونکہ حق کے اختیار کرنے والوں کو ہمیشہ سے تکالیف اور مصائب کا مقابلہ کرنا پڑا ہے۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۹۳۲ء کو میں نے احمدیہ انجمن کی ملازمت سے استعفےٰ دیدیا جو ۲۶ جنوری ۱۹۳۲ء کو انجمن نے منظور کرلیا۔

ترک مرزائیت کے وجوہات کتابی صورت میں لکھنے کا میرا ارادہ نہیں تھا لیکن میرے محترم دوست حافظ قرآن اقدس مولوی محمد لطیف صاحب امام اونچی مسجد بھاٹی دروازہ اور میرے عزیز دوست جناب شیخ محمد رفیق صاحب رفیق محلہ اسلام خان بھاٹی دروازہ لاہور نے مجھے مجبور کردیا کہ میں مرزا صاحب کے متعلق اپنی تحقیقات کو معرض تحریر میں لاؤں تاکہ عامۃ المسلمین اس سے مستفید ہوسکیں ان دونوں مخلص دوستوں کے فرمان کی تعمیل میں یہ رسالہ لکھا گیا ہے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں التماس ہے کہ جہاں خاکسار کے لئے دعا کریں میرے ان دو محترم اور عزیز دوستوں کیلئے بھی خدائے قدوس کی بارگاہ معلےٰ میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں دین و دنیا میں کامیاب فرمائے۔ آمین۔

میرے محترم چچا شیخ سلطان احمد صاحب ساکن دھرمکوٹ رندھاوا ضلع گورداسپور نے جو تردید مرزائیت میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ اس کتاب کے متعلق مفید مشورے اور حوالجات سے میری مدد کی۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

# مرزا صاحب کے عقائدِ باطلہ

اسلام اور مرزا صاحب قادیانی کے عقائد میں بعد المشرقین ہے۔ مرزا صاحب نے اپنے معجون مرکب عقائد کی تائید کیلئے خواہشات نفسانی سے ایسے خلافِ شریعت الہام گھڑ لئے تھے جنہیں اسلام سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ انہیں خلاف قرآن و حدیث الہامات کی مدد سے میں محدثیت، مجددیت، مہدویت، مسیحیت، محمدیت، کرشنیت، جے سنگھیت، ظلیت بروزیت، نبوت وغیرہ کے دعاوی کر بیٹھے۔ اس پر بھی بس نہ کی اور صبر نہ آیا تو غضب یہ ڈھا دیا کہ پہلے خدا کا بیٹا بنے۔ مسئلہ ارتقا کے ماتحت ترقی کی تو خود خدا ہونیکا اعلان کرکے نئے زمین و آسمان پیدا کرنے کے بعد تخلیق بنی نوع انسان کا دعویٰ کر دیا۔ آخری میدان یہ مارا کہ اپنے پیدا ہونے والے بیٹے کی مثال اللہ تعالیٰ سے دی اور لکھ دیا۔

فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعُلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ یعنی میرا پیدا ہونیوالا بیٹا گرامی و ارجمند ہوگا۔ اول و آخر کا مظہر ہوگا اور وہ حق اور غلبہ کا مظہر ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے اُترے گا۔

البشریٰ جلد دوم صـ۱۲۴-۲۱

مرزا صاحب کے اسی قسم کے عقائد باطلہ تھے جن کی بنا پر علمائے اسلام نے مرزا پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ اس وقت ہم اپنی طرف سے ان اقوال پر زیادہ جرح اور تنقید نہیں کرنا چاہتے بلکہ مرزا صاحب کے دعاوی اور عقائد اُنہیں کے الفاظ میں ناظرین تک پہنچا دیتے ہیں۔

مرزا صاحب اپنی نسبت لکھتے ہیں۔

(۱) "میں محدث اللہ ہوں" (تمام اللبشریٰ صـ۹۹)

ان الفاظ میں مجددیت کا دعوےٰ کیا ہے۔

(۲) رسید مژدہ ز غیبم کہ من ہماں مردم
کہ او مجدد این دین و راہنما باشد

(ترجمہ: مجھے غیب سے خوشخبری ملی کہ میں وہ مرد ہوں کہ اس دین کا مجدد اور راہنما ہوں۔ ازالۂ اوہام ...)

اپنی مہدویت کا اعلان کرتے ہیں :۔

(۳) "میں مہدی ہوں" (معیار الاخیار ص۱۱)

آیت مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ کا مصداق اپنے آپکو قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

(۴) اور اس آنیوالے کا نام جو احمدؐ رکھا گیا ہے وہ بھی اسکے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمدؐ جلالی نام ہے۔ اور احمدؐ جمالی۔ اور احمدؐ اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف اشارہ ہے وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمدؐ بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں برطبق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے۔ بھیجا گیا۔ (ازالہ اوہام ص۶۷۳)

اگرچہ اس عبارت میں مرزا صاحب نے لکھدیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمدؐ بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں ان الفاظ کے لکھنے سے صرف یہ مقصد نظر آتا ہے کہ اگر ابتداء میں ہی صاف طور پر لکھدیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احمد نہیں تھے تو عامۃ المسلمین متنفر ہو جائیں گے لیکن آیت کا مصداق اپنے آپکو قرار دیا ہے جس کے صاف معنے یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی مندرجہ سورہ صف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نہ تھی۔ بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کیلئے تھی

تریاق القلوب میں مرزا صاحب لکھتے ہیں :۔

(۵) منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمدؐ و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(ترجمہ) میں مسیح زمان ہوں۔ میں کلیم خدا یعنی موسیٰ ہوں۔ میں محمدؐ ہوں میں احمد مجتبیٰ ہوں۔
(تریاق القلوب ص۳)

دوسری جگہ اسی کی مزید تشریح کرتے ہیں :۔

(۶) خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری

طرف منسوب کئے ہیں میں آدم ہوں میں شیث ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحٰق ہوں میں اسماعیل ہوں میں یعقوب ہوں۔ میں یوسف ہوں میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں میں عیسیٰ ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔" (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص۷۲)

اپنی اسی کتاب میں پھر لکھا ہے۔

(۷) "دنیا میں کوئی نبی نہیں گذرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے میں آدم ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحاق ہوں میں یعقوب ہوں میں اسماعیل ہوں میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ بن مریم ہوں۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ یعنی بروزی طور پر جیسا کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے اور میری نسبت جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ فرمایا۔ یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جائے۔ اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ ظہور ہو۔" (تمہ حقیقۃ الوحی ص۸۴ و ص۸۵)

اپنی مجددیت اور مہدویت کی شان کو دوبالا کرنے کیلئے یوں گویا ہوئے ہیں۔

(۸) میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار
(براہین احمدیہ حصہ پنجم و درثمین ص۱۰۰)

**ناظرین کرام!** حوالجات بالا سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا ہے کہ مرزا صاحب نے کس دیدہ دلیری سے تمام انبیاء علیہم السلام کے نام اپنی طرف منسوب کئے ہیں۔ اور دعویٰ کیا ہے کہ ہر نبی کی شان مجھ میں پائی جاتی ہے۔ گویا تمام انبیاء کے مقابل پر اپنے آپ کو پیش کیا ہے کہ فرداً فرداً ہر نبی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو جو کمال عطا کئے گئے تھے مجموعی طور پر وہ سارے کے سارے کمالات مجھ مرزا کو دیئے گئے ہیں۔ مرزا صاحب کھلے الفاظ میں اعلان کرتے ہیں

(۹) آدمم نیز احمد مختار
در برم جامۂ ہمہ ابرار

آنچہ داداست ہر نبی را جام
داد آن جام را مرا بتمام (درثمین فارسی ص۱۲۳)

(ترجمہ) میں آدم ہوں۔ نیز احمد مختار ہوں۔ میں تمام نیکوں کے لباس میں ہوں۔ خدا نے جو پیالے ہر نبی کو دیئے ہیں۔ ان تمام پیالوں کا مجموعہ مجھے دیدیا ہے۔

**لاہوری احمدیو!** خدا کے لئے انصاف سے جواب دو۔ کہ کیا مرزا صاحب کے ان اشعار کا یہ مفہوم نہیں کہ مرزا صاحب اپنے آپکو تمام انبیاء علیہم السلام کے کمالات کا مجموعہ کہتے ہیں؟ اور اپنے آپ کو کسی نبی سے درجہ میں کم نہیں سمجھتے۔ اسی ادعا ناروا کو اس شعر میں دہرایا ہے۔۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
(۱۰) من بعرفان نہ کمترم زکسے (درثمین فارسی ص۱۲۳)

(ترجمہ) "اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں میں عرفان میں اُن نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں"۔

**حیرت ہے** کہ مرزا صاحب نے صرف اتنا ہی نہیں کہا کہ میں نبوت کی ایسی معجون ہوں جو تمام نبیوں کے کمالات سے مرکب ہوں بلکہ اس سے اوپر بھی ایک اور چھلانگ لگا کر دنیا کو اطلاع دی ہے۔ کہ **میں وہ تھیلا ہوں کہ جس میں تمام نبی بھرے پڑے ہیں۔** چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
(۱۱) ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم (درثمین فارسی ص۱۶۵)

(ترجمہ، میری آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہوگیا۔ ہر رسول میرے پیراہن میں چھپا ہوا ہے
(معاذ اللہ من ھذہ الھفوات۔ اختر)

ایک جگہ اپنی بڑائی کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔

"اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راستباز اور مقدس نبی گذر چکے ہیں ایک ہی
(۱۲) شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں۔ سو وہ میں ہوں"۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۰)

لاہوری مرزائیو! جب مرزا صاحب اپنے آپ کو تمام راستباز اور مقدس نبیوں کے کمالات کا مجموعہ یا عطر قرار دے رہے ہیں تو بتاؤ کہ تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت کلی کا مدعی ہونے میں کونسی کسر باقی رہ گئی ہے؟ جواب دیتے وقت سوچ لینا کہ تمہارے سامنے کون ہے۔ ؎

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے
آئینہ دیکھیئےگا ذرا دیکھ بھال کر

مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

(۱۳) روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار (درثمین اردو ص۱۱۳)

معزز ناظرین اس شعر میں مرزا صاحب کس بلند آہنگی سے اعلان کر رہے ہیں کہ تہذیب شرافت تمدن اور معاشرتِ انسانی کا جو باغ حضرت آدم علیہ السلام نے لگایا تھا۔ وہ اب تلک ادھورا اور نامکمل تھا۔ اب میرے آنے کی وجہ سے وہ انسانیت کا باغ پھولوں اور پھلوں سے بھر گیا ہے۔ یعنی میرے آنے سے دنیا کا کارخانہ مکمل ہوا ہے۔ اور جب تک میں نہیں آیا تھا دنیا نامکمل تھی اگر میں پیدا نہ ہوتا تو یہ تمام جہان بھی عالم وجود میں نہ آتا۔ نہ چاند سورج اور سیارے ہوتے۔ نہ زمین بنتی نہ نسل انسانی کا نام و نشان ہوتا۔ نہ انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے نہ قرآن مجید نازل ہوتا۔ غرضیکہ زمین و آسمان کا ہر ذرہ مرزا غلام احمد قادیانی کی وجہ سے ہی پیدا کیا گیا جیسا کہ مرزا صاحب نے اپنا الہام بیان کیا ہے۔

(۱۴) "لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ" (الہام مندرجہ البشریٰ جلد دوم ص۱۲۲)

(ترجمہ) اے مرزا! "اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا"

دوسرا الہام ان الفاظ میں ہوتا ہے۔

(۱۵) "كُلٌّ لَكَ وَلِاَمْرِكَ" (الہام مندرجہ البشریٰ جلد دوم ص۱۲۷)

(ترجمہ) سب تیرے لئے اور تیرے حکم کے لئے ہے۔

مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں۔

(۱۶) "فَجَعَلَنِیْ اللّٰهُ اٰدَمَ وَاَعْطَانِیْ كُلَّمَا اَعْطٰى لِاَبِی الْبَشَرِ وَجَعَلَنِیْ

بُرُوزُ الْخَاتِمِ النَّبِيِّينَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ" (خطبہ الہامیہ ص۱۶۷)

(ترجمہ) خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں جو ابو البشر آدم کو دی تھیں اور مجھکو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا۔

اسی کی مزید تشریح کرتے ہیں۔

(۱۷) "اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اُسکے مشابہ تھا۔ اور مجازی طور پر اپنا نام احمد اور محمد اسکو عطا کیا۔ تاکہ یہ سمجھا جائے کہ گویا اُسکا (یعنی مرزا کا) ظہور بعینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور تھا" (تحفہ گولڑویہ ص۱۰۱)

اسی مفہوم کو دوسری جگہ دہرایا ہے۔

(۱۸) "وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیَّ فَيْضَ هٰذَا الرَّسُوْلِ (محمد) فَاَتَمَّهٗ وَاَكْمَلَهٗ وَجَذَبَ اِلٰى لُطْفِهٖ وَجُوْدِهٖ حَتّٰى صَارَ وُجُوْدِیْ وُجُوْدَهٗ فَمَنْ دَخَلَ فِیْ جَمَاعَتِیْ دَخَلَ فِیْ صَحَابَةِ سَيِّدِیْ خَيْرِ الْمُرْسَلِيْنَ وَهٰذَا مَعْنٰى وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ (ترجمہ) خدا نے مجھ مرزا پر اس رسول کا فیض اتارا اور اس کو پورا کیا اور مکمل کیا۔ اور میری طرف اس رسول کا لطف اور جود پھیرا یہاں تک کہ میرا وجود اسکا وجود ہوگیا۔ پس اب جو کوئی میری جماعت (یعنی جماعت احمدیہ) میں داخل ہوگا۔ وہ میرے سردار خیر المرسلین کے اصحاب میں داخل ہو جائیگا۔ یہی معنی ہیں واخرین منہم کے۔ (خطبہ الہامیہ ص۱۷۱)

مرزا صاحب کو "الہام" ہوتا ہے۔

(۱۹) "محمد مفلح"

اس کی تشریح ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

"حضرت مسیح موعود (مرزا) نے فرمایا کہ آج اللہ تعالیٰ نے میرا ایک اور نام رکھا ہے جو پہلے کبھی سنا نہیں۔ تھوڑی سی غنودگی ہوئی اور یہ الہام ہوا" (البشریٰ جلد دوم ص۹۹)

مندرجہ بالا حوالجات صاف بتاتے ہیں کہ مرزا صاحب کا الہامی نام محمد مصطفےٰ ہے اور مرزا صاحب ہمدردی خلائق، ہمت، اور اخلاق حسنہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہیں۔ اور مرزا صاحب کا ظہور بعینہٖ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہے اور جو شخص جماعت مرزائیہ میں داخل ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں داخل ہوگیا۔

لاہوری احمدیو! تمہارا بھی ان باتوں پر ایمان ہے یا نہیں؟

مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

(۲۰) "میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر تو کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے!

(معیار الاخبار صلا)

مرزا صاحب کو ایک شعر الہام ہوتا ہے۔

(۲۱) مقام او مبین از راہ تحقیر
بدورانش رسولاں ناز کردند

(الہامیہ شعر مندرجہ البشریٰ جلد دوم ص۱۰۹)

(ترجمہ) اس کے یعنی مرزا کے مقام کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو۔ مرزا کے زمانے کے لئے رسول بھی فخر اور ناز کیا کرتے تھے

مرزا صاحب کے بیٹے اور قادیان کے موجودہ گدی نشین مرزا محمود احمد کی پیدائش کے بعد اسی نوزائیدہ بچے کے متعلق مرزا صاحب پر ایک الہام ان الفاظ میں برستا ہے:۔

(۲۲) اے فخر رسل قرب تو معلومم شد
دیر آمدہ ز راہ دُور آمدہ

(ترجمہ) اے فخر رسل تیرا قرب ہمیں معلوم ہوگیا ہے تو دیر سے آیا ہے اور دُور کے راستہ سے آیا ہے۔ (تریاق القلوب ص۴۲)

لاہوری جماعت کے ممبرو! بہت ہی جلدی اور دو لفظ جواب دو کہ مرزا

محمود احمد موجودہ گدی نشین قادیان فخر رسل ہی یا نہیں؟ اور وہ کون کون سے نبی تھے جو مرزا صاحب کے زمانے پر ناز کیا کرتے تھے، اور تمہارے ایمان کے مطابق مرزا صاحب کس کس نبی سے افضل ہیں؟

مرزا صاحب رقمطراز ہیں:۔

(۲۳) ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے (دافع البلاء ص۲۰)

اسی کتاب میں لکھا ہے۔

(۲۴) "اے عیسائی مشنریو! ربنا المسیح مت کہو دیکھو آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔" (دافع البلاء ص۱۳)

ازالہ اوہام میں اپنے عقیدے کا اظہار اس شعر میں کرتے ہیں۔

(۲۵) اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

(ترجمہ) میں وہ ہوں کہ جو حسب بشارت آیا ہوں۔ عیسیٰ کہاں ہے کہ میرے ممبر پر پاؤں رکھے۔ (ازالہ اوہام ص۱۵۸)

اپنے اسی اعتقاد کی وضاحت یوں کرتے ہیں۔

(۲۶) "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا ہے جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۴۸)

اسی کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

(۲۷) "مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھا سکتا۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۴۸)

ایک جگہ یوں لکھا ہے۔

(۲۸) "مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے۔" (کشتی نوح ص۱۶)

اسی کتاب میں دوبارہ ارشاد ہوتا ہے۔

(۲۹) "مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر" (کشتی نوح صلا)

مرزا صاحب غیظ و غضب کی حالت میں لکھتے ہیں

(۳۰) "پھر جبکہ خدا نے اور اُس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے۔ تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو" (حقیقۃ الوحی ص۱۵)

مرزا صاحب کے ان آٹھ حوالجات سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ مرزا صاحب اپنے آپکو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل و اعلیٰ قرار دے رہے اور اعلان کر رہے ہیں کہ "مَیں پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہوں"۔ اور یہ جزئی فضیلت نہیں بلکہ کلّی فضیلت ہے۔ اور غیر نبی کو نبی پر فضیلت کلّی ہو نہیں سکتی۔

**لاہوری احمدیو!** بیجا تاویلات کو چھوڑ کر ایمان سے بتانا تمہارا اس کے متعلق کیا جواب ہے؟ مرزا صاحب تو صراحت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کلی فضیلت کا اقرار کر رہے ہیں اور تمہیں ساتھ ہی یہ بھی نصیحت کر رہے ہیں۔ کہ ع

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر چھوڑ دو۔ لیکن تمہارے لئے مشکل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ع کا ذکر تو قرآن مجید میں بھی کئی دفعہ آیا ہے **ایمان سے سچ سچ بتانا** کہ تم نے اپنے "حضرت مرزا صاحب" کے اس ارشاد کو ردّی کی ٹوکری میں پھینک دیا ہے۔ یا اُن آیات کو پڑھا اور سُنا نہیں کرتے جنمیں ابن مریم علیہ السلام کا ذکر ہے؟ سوچ سمجھ کر جواب دینا۔ ہاں لگے ہاتھ یہ بھی بتا دینا کہ تمہارے مجدد اور گورو سے وہ کون کونسے ایسے نشانات ظاہر ہوئے تھے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ظاہر نہ ہو سکتے؟ ذرا تفصیل سے بیان کرنا لیکن کہیں اپنے کرشن جی مہاراج کی پیشگوئیاں پیش نہ کر دینا۔ کیونکہ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنی لاجواب کتاب "الہامات مرزا" میں مرزا صاحب کی تمام متحدیانہ پیشگوئیوں کے ٹانکے کھول دیئے ہوئے ہیں۔

مرزا صاحب فخریہ لکھتے ہیں۔

(۳۱) "اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسینؓ تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ حسینؓ سے بڑھ کر ہے" (دافع البلاد ص۱۳)

اپنی شان کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں

(۳۲)
کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسینؓ است در گریبانم (درثمین فارسی ص۱۶۳)

(ترجمہ) "میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے سو حسین ہر وقت میری جیب میں ہیں"۔

اعجاز احمدی میں مرزا صاحب رقمطراز ہیں ؎

(۳۳) شَتَّانَ مَا بَیْنِیْ وَبَیْنَ حُسَیْنِکُمْ ۔ فَاِنِّیْ اُؤَیَّدُ کُلَّ اٰنٍ وَّاُنْصَرُ
وَاَمَّا حُسَیْنٌ فَاذْکُرُوْا دَشْتَ کَرْبَلَا ۔ اِلٰی ھٰذِہِ الْاَیَّامِ تَبْکُوْنَ فَانْظُرُوْا

(اعجاز احمدی ص۶۹)

(ترجمہ) مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے مگر حسینؓ پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو۔ اب تک روتے ہو۔ پس سوچ لو۔

(۳۴) اِنِّیْ قَتِیْلُ الْحُبِّ لٰکِنْ حُسَیْنُکُمْ ۔ قَتِیْلُ الْعِدٰی فَالْفَرْقُ اَجْلٰی وَاَظْھَرُ

(ترجمہ) میں محبت کا کشتہ ہوں مگر تمہارا حسینؓ دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق بین اور ظاہر ہے۔ (اعجاز احمدی)

**ناظرین!** مرزا کی ان بیجا تعلیوں کو دیکھئے کہ کن مکروہ الفاظ اور کس متکبرانہ لہجہ میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے افضلیت کا دعویٰ کر رہے ہیں حضرت امام حسینؓ کے ایثار عظیم الشان قربانی اور شہادت عظمیٰ کی تعریف میں دنیا کی تمام غیر مسلم اقوام تک رطب اللسان ہیں کربلا کے معرکۂ حق و باطل میں حضرت امام حسینؓ نے جس عزم، جرأت، صبر استقلال اور بہادری کا اعلیٰ ترین نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ وہ آپ ہی اپنی نظیر ہے اس عظیم الشان شہادت کے سامنے مرزائے قادیانی کو پیش کرنا آفتاب کے سامنے چمگادڑ

کو لانا ہے۔ ع چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

کہاں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ایثار، صبر اور استقامت حق۔ اور کہاں مرزا کی بزدلی کہ ایک معمولی مجسٹریٹ کی چشم نمائی پر فوراً لکھ دیا کہ میں کسی مخالف کے متعلق موت و عذاب وغیرہ کی انداری پیشگوئی بغیر اُسکی اجازت کے شائع نہ کروں گا۔ اتنا ڈرپوک اور بزدل ہونیکے باوجود یہ دعویٰ کرنا کہ سو حسین میری جیب میں ہے۔ انتہائی کذب آفرینی نہیں تو اور کیا ہے؟

مرزائیو! تمہارے مرزا صاحب نے جو کہا کہ "اِنِّیْ قَتِیْلُ الْحُبِّ" تم بتاؤ کہ مرزا صاحب کس کی محبت کے کشتہ تھے؟ جواب دیتے وقت اتنا یاد رکھنا کہ کہیں محمدی بیگم کا نام نہ لے لینا۔

مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

"مَا اَنَا اِلَّا کَالْقُرْآنِ وَسَیَظْہَرُ عَلٰی یَدَیَّ مَا ظَہَرَ مِنَ الْفُرْقَانِ"

(ترجمہ) میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور قریب ہے کہ میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا جو کچھ کہ قرآن سے ظاہر ہُوا۔" (البشریٰ جلد دوم ص ۱۱۹)

دوسری جگہ لکھتے ہیں :-

(۳۵) آنچہ من بشنوم ز وحیِ خدا ... بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم ... از خطاہا ہمیں است ایمانم
آں یقینے کہ بود عیسیٰ را ... بر کلامے کہ شد بر او القا
واں یقین کلیم بر تورات ... واں یقین ہائے سیدالسادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین ... ہر کہ گوید دروغ ہست لعین (درثمین فارسی ص ۱۶۳)

(ترجمہ) جو کچھ میں خدا کی وحی سے سنتا ہوں۔ خدا کی قسم اُسے خطا سے پاک سمجھتا ہوں میرا ایمان ہے کہ میری وحی **قرآن کی طرح** تمام غلطیوں سے مُبرا ہے وہ یقین جو حضرت عیسیٰ کو اس کلام پر تھا جو اُن پر نازل ہُوا۔ وہ یقین جو حضرت موسیٰ کو تورات پر تھا۔ وہ یقین جو سیدالمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پاک پر تھا وہی یقین مجھے اپنی وحی پر

ہے اور اس یقین میں مَیں کسی نبی سے کم نہیں ہوں۔ جو جھوٹ کہتا ہے وہ لعین ہے۔

اسی باطل عقیدے کا دوسری جگہ یوں مظاہرہ کرتے ہیں۔

(۳۶) "یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کیلئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا کہ یہ آفتاب اور یہ اس کی روشنی ہے ایسا ہی میں اس کلام میں بھی شک نہیں کر سکتا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵-۲۶)

**مرزا صاحب کے مخلص چیلو!** جب مرزا صاحب قرآن ہی کی طرح ہیں تو تم کیوں قرآن مجید کے درس اور قرآن پاک کے اردو، انگریزی اور جرمنی ترجموں کی رٹ لگایا کرتے ہو۔ تم مرزا صاحب کی اصل تعلیم کو بھول گئے ہو۔ جب مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں **قرآن ہی کی طرح ہوں** اور وہ اپنا فوٹو بھی کھچوا کر تمہیں دے گئے ہیں۔ پس جہاں تمہیں قرآن حکیم یا کسی زبان میں اسکی تفسیر کی ضرورت محسوس ہو فوراً مرزا صاحب کا فوٹو وہاں بھیج دیا کرو۔ ہینگ لگے نہ پھٹکڑی اور رنگ بھی چوکھا آئے۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(۳۷) "شخصے پائے من بوسید من گفتم کہ سنگ اسود منم" (البشریٰ جلد اول صفحہ ۴۸)

(ترجمہ) "ایک شخص نے میرے پاؤں کو بوسہ دیا تو میں نے کہا کہ سنگ اسود میں ہوں۔"

ہاں صاحب! آپ کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ سنگ اسود بننے سے مریدوں کے لئے راستہ کھل جائیگا۔ اور وہ "آؤ دیکھینگے نہ تاؤ" چٹاخ پٹاخ بوسے تو لے لیا کرینگے۔

**لاہوری میرزائیو!** تمہارے "قادیانی دوست" تو اب بھی مرزا صاحب کے مزار کی بوسہ بازی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اور تم زبان حال سے یہ شعر پڑھ رہے ہو۔

؎ جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا

مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

(۳۸) زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے (درثمین اردو ص۵۲)

احمد یو! یہاں تو آپ کے حضرت نے کمال ہی کر دیا۔ کیا یہی وہ مرزا صاحب کا ایجاد کردہ علم کلام ہے جس پر ناز کیا کرتے ہو؟ ذرا کان کھول کر سنو فرماتے ہیں کہ قادیاں کی زمین قابل عزت ہے۔ اور لوگوں کا زیادہ ہجوم ہو جانے کی وجہ سے "ارض حرم" بن گئی ہے۔ اب تو تمہیں حج کرنے کے لئے کعبۃ اللہ جانے کی ضرورت نہیں رہی قادیاں کی زمین "ارض حرم" بن گئی ہے مرزا صاحب سنگ اسود ہیں "اِنَّا اَعْطَیْنَاکَ الْکَوْثَرَ" مرزا صاحب کا الہام پہلے سے موجود ہے (البشریٰ جلد دوم ص۱۰۱) قادیاں کی گندی اور متعفن ڈھاب کو آب زمزم سمجھ لو۔ تمہارے "مسیح موعود" کے مزار کے قریب ہی خر دجال کا طویلہ[1] موجود ہے۔ اس دجال کے گدھے کے ذریعے ہندوستان کے جس حصے تم چاہو بہت جلد قادیاں پہنچ جایا کرو گے۔ ہاں یہ ساتھ ہی یاد رکھنا کہ قادیاں وہی جگہ ہے جس کے متعلق تمہارے مجدد ظلی اور بروزی نبی کا الہام ہے۔

"اُخْرِجَ مِنْهُ الْیَزِیْدِیُّوْنَ"

(ترجمہ) "قادیان میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں"

(ازالہ اوہام حاشیہ ص۷۲ و البشریٰ جلد دوم ص۱۹)

ہاں جناب ہمیں اس سے کیا مطلب۔ قادیاں "ارض حرم" ہو یا "یزیدیوں کے رہنے کی جگہ" تم جانو اور تمہارا کام۔ اگر تمہیں جرأت اور حوصلہ ہو تو ہمارے ایک سوال کا جواب ضرور دینا۔ اور وہ یہ کہ تمہارے حضرت فرما گئے ہیں کہ لوگوں کا زیادہ ہجوم ہو جانے کی وجہ سے قادیاں ارض حرم ہو گیا ہے۔ کیوں صاحب اگر انسانوں کی دھما چوکڑی اور جمگھٹا ہو جانے سے ہی کوئی جگہ "ارض حرم" بن جاتی ہے۔ تو تم نیویارک لنڈن اور برلن کو کب کعبہ بناؤ گے؟

[1] یعنی ریلوے سٹیشن

مرزا صاحب پر چند الہام ان الفاظ میں برستے ہیں :-

(۳۹) "وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ" (انجام آتھم ص۷۸)

(ترجمہ) اے مرزا! ہم نے تجھے اس لئے بھیجا ہے کہ تمام جہانوں کیلئے تجھے رحمت بنائیں۔

(۴۰) "داعیًا الی اللہ اور سراجًا منیرًا یہ دو نام اور دو خطاب خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف میں دئے گئے ہیں پھر وہی دونوں خطاب الہام میں مجھے دئے گئے ہیں"۔ (اربعین ۲ ص۵)

(۴۱) "اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود (مرزا) ہے"۔ (چشمہ معرفت ص۷۶)

(۴۲) "میں ہندوؤں کے لئے کرشن ہوں" (لیکچر سیالکوٹ ص۳۳)

(۴۳) "ہے کرشن جی رودر گوپال" (البشریٰ جلد اول ص۵۶)

(۴۴) "برہمن اوتار (یعنی مرزا صاحب) سے مقابلہ اچھا نہیں"۔ (البشریٰ جلد دوم ص۱۱۶)

(۴۵) "آریوں کا باشاہ" (البشریٰ جلد اول ص۵۶)

(۴۶) "امین الملک جے سنگھ بہادر" (البشریٰ جلد دوم ص۱۱۸)

(۴۷) "اِنَّ قَدَمِیْ عَلٰی مُنَارَۃٍ خُتِمَ عَلَیْہِ کُلُّ رِفْعَۃٍ" (خطبہ الہامیہ ص۳۵)

ترجمہ میرا قدم اس منارہ پر ہے جہاں کل بلندیاں ختم ہو چکی ہیں"۔

(۴۸) "آسمان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا"۔ (البشریٰ ص۵۶)

(۴۹) "اٰتَانِیْ مَا لَمْ یُؤْتَ اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِیْنَ" (حقیقۃ الوحی ص۱۰۷)

(ترجمہ) خدا نے مجھے وہ چیز دی جو جہان کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی"۔

ناظرین! ان الہامات میں عجیب غریب دعاوی اور نام مرزا صاحب کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ فرد واحد اتنے ناموں اور متباین عہدوں کا مصداق کس طرح ہو سکتا ہے کیا کوئی مرزائی ہے جو اپنے گورو کی ان بھول بھلیوں کو حل کرے؟ مرزا صاحب نے کئی جگہ لکھا ہے اور مرزائی بھی اب تک اسی لکیر کو پیٹ رہے ہیں کہ حدیث میں مسیح ناصری اور مسیح موعود کے دو علیحدہ علیحدہ حلیئے موجود ہیں اس لئے مسیح ناصری ان دو حلیوں کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ نہیں سوچتے کہ خود مرزا صاحب کے ڈھانچے میں محمد احمد

عیسیٰ، موسیٰ، ابراہیم، کرشن، برہمن اوتار، جے سنگھ بہادر، وغیرہ وغیرہ مختلف ہستیاں کیسے جمع ہو سکتی ہیں؟

مرزا صاحب اپنا الہام بیان کرتے ہیں۔

(۵۰) "یَحْمَدُكَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهٖ يَحْمَدُكَ اللّٰهُ وَيَمْشِيْ اِلَيْكَ" (انجام آتھم ص۵۵)

(ترجمہ) خدا عرش پر سے تیری حمد کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے"۔

مرزا صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ خدا تعالیٰ مرزا صاحب کے پاس پہنچا بھی تھا یا نہیں؟

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان الفاظ سے مخاطب کیا ہے۔

(۵۱) "اَنْتَ اِسْمِيَ الْاَعْلٰى"

(ترجمہ) اے مرزا تو میرا سب سے بڑا نام ہے"۔ (البشریٰ جلد دوم ص۶۱)

واہ جی کرشن قادیانی یہاں تو غضب ہی کر دیا۔ یہ الہام شائع کرتے وقت اتنا نہ سوچا کہ عیسائی اور آریہ سماجی کیا کہیں گے۔ کہ مرزا صاحب کے جنم سے پہلے مسلمانوں کو خدا کا اعلیٰ نام تک معلوم نہ تھا اور قرآن و حدیث خداوند کریم کے اعلیٰ اور ذاتی نام سے بالکل خالی تھے۔ مرزا صاحب کے اس نئے اور اچھوتے انکشاف سے پتہ چلا کہ خداوند تعالیٰ کا بڑا نام "غلام احمد" ہے۔

مرزا صاحب کا ایک الہام ہے۔

(۵۲) "اَنْتَ مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ" (البشریٰ جلد دوم ص۶۱)

(ترجمہ) اے مرزا تو علم کا شہر ہے"۔

ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا" میں علم کا شہر ہوں اور علی اُسکا دروازہ ہے۔ مگر قادیانی کرشن کہتا ہے۔ کہ میں علم کا شہر ہوں۔

مرزائیو! سچ سچ کہنا تم حدیث کو سچا جانتے ہو۔ یا اپنے کرشن کے الہام کو؟

مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

(۵۲) "اِنِّيْ هُوَ الرَّحْمٰنُ" (ترجمہ) "میں خدا کی بات ہوں"۔ (البشریٰ جلد دوم ص۸۹)

ف۵ اس طرز انشاد کا ذمہ دار میں نہیں ہوں۔ اختر

**ناظرین!** مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میں خدا کی باڑ ہوں۔ زمیندار کھیت کے گرد جو باڑ لگایا کرتے ہیں۔ اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ کھیت کی حفاظت کی جاوے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا الہام کنندہ اتنا کمزور ہے کہ اُسے اپنی حفاظت کیلئے مرزا سے حفاظت کرانے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے یہ ملہم مرزا صاحب کی طرح ڈرپوک اور کمزور دل ہوگا۔ ہمارا رحمٰن و رحیم خدا تو قادر مطلق ہے۔

مرزا صاحب کا الہام ہے۔

(۵۳) "اِنِّیْ مَعَ الْاَسْبَابِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً۔ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اُجِیْبُ اُخْطِیُٔ وَاُصِیْبُ"

(ترجمہ) میں اسباب کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤنگا۔ خطا کرونگا اور بھلائی کروں گا"

(البشریٰ جلد دوم صـ۷۹)

**احمدی دوستو!** تمہارے گورو کا الہام کنندہ کہہ رہا ہے کہ میں خطا کروں گا۔ کیا خدائے واحد وقدوس بھی خطا کیا کرتا ہے؟ اس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب جو خطاؤں اور "اجتہادی غلطیوں کے جال میں ساری عمر پھنسے رہے یہ دراصل ان کا اپنا قصور نہیں بلکہ ان کے الہام کنندہ کا چلن ہی ایسا تھا۔ کہ وہ خود بھی خطا و نسیان کے چکر سے باہر نہ تھا۔ اسی لئے مرزا صاحب کو تمام عمر اس گورکھ دھندے میں پھانسے رکھا۔

سچ ہے ؎ مامریداں رُو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رُخ بسوئے خانۂ خمار دارد پیرِ ما

مرزا صاحب کو الہام ہُوا ہے۔

(۵۴) "اُصَلِّیْ وَاَصُوْمُ اَسْھَرُ وَاَنَامُ" (البشریٰ جلد دوم صـ۷۹)

(ترجمہ) میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا۔ جاگتا ہوں اور سوتا ہوں"

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے متعلق ارشاد ہے لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ نہ اللہ تعالیٰ پر اُونگھ غالب آتی ہے اور نہ نیند۔ لیکن مرزا صاحب کو الہام ہو رہا ہے کہ میں جاگتا ہوں اور سوتا ہوں" اب یہ مرزائیوں کا فرض ہے کہ وہ دنیا کے سامنے اعلان کردیں کہ ان دونوں میں سے کس نظریہ کو صحیح سمجھتے ہیں۔ میرے پرانے دوستو!

من نہ گویم کہ این مکن آن مکن
مصلحت بین وکار آسان کن

مرزا صاحب اپنی مایۂ ناز کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں۔

(۵۵) "ایک دفعہ کشفی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیشگوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے واقعات ہونے چاہئیں۔ تب میں نے وہ کاغذ دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کی قلم سے اسپر دستخط کئے۔ اور دستخط کرنے کے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ جب قلم پر زیادہ سیاہی آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیئے اور میرے پر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالےٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں نے چاہا بلا توقف اللہ تعالےٰ نے اس پر دستخط کر دیئے اور اُسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرے میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اس کے روبرو غیب سے سرخی کے قطرے میرے کُرتے اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھیگا۔ اور شک کریگا۔ کیونکہ اس کو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا۔ مگر جس کو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کر سکتا۔ اسیطرح خدا نیست سے ہست کر سکتا ہے۔ غرض میں نے یہ سارا قصہ میاں عبداللہ کو سنایا اور اسوقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبداللہ جو ایک رویت کا گواہ ہے اس پر بہت اثر ہوا۔ اور اُس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا۔ جواب تک اس کے پاس موجود ہے۔" (حقیقۃ الوحی صـ۲۵۵)

مرزائیو! قرآن مجید میں ارشاد ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ کہ اللہ تعالیٰ کی مانند کوئی چیز نہیں خدائے واحد کی ذات تشبیہات سے منزہ ہے لیکن تمہارے "حضرت مرزا صاحب" قرآن

---

[^1] سلطان القلم کی اردو ملاحظہ ہو مذکر کو مؤنث بنا دیا۔ کیوں نہ ہو مجدد جو ہوئے۔ اختر

حکیم کے اس محکم اصول کے خلاف لکھ گئے ہیں کہ "ایک دفعہ تمثلی طور پر مجھے خداوند تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔" خوفِ خدا کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تم ہی بتاؤ۔ کہ بے مثل کا تمثل کس طرح ہو سکتا ہے؟ اور غیر محدود کا تمثل محدود ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جواب دیتے وقت بے پر کی مت اڑانا اگر ہمت ہے تو قرآن کریم کی کوئی آیت نقل کرنا جس سے "تمثلی طور پر خدا تعالیٰ کی زیارت" کا ثبوت مل سکے۔

مرزا صاحب کے اسی کشف کے متعلق ہمارا دوسرا سوال یہ ہے کہ اپنی پیشگوئیوں کی تصدیق کے لئے جو کاغذات مرزا صاحب نے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کئے اور اللہ تعالیٰ نے سرخی کے قلم سے اُن پر دستخط کر دیئے۔ جب سرخ رنگ مادی اور حقیقی تھا تو اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ کاغذات بھی مادی ہی ہونگے پس مرزائی بتائیں کہ وہ کاغذ کہاں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کس زبان کے حروف میں دستخط کئے تھے؟ ساتھ ہی ہمیں یہ بھی دریافت کرنے کا حق ہے کہ پیشگوئیاں کس کس کے متعلق تھیں؟ اور باوجود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے تصدیق ہو جانے کے وہ پوری بھی ہوئیں یا نہیں؟ نیز یہ بھی بتایا جائے کہ ارادۂ الٰہی سے قلم پر زیادہ رنگ آگیا تھا یا خدا کے ارادے کے بغیر ہی قلم نے زیادہ رنگ اٹھا لیا؟

مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

(۵۶) "مَیں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی عدالت میں ہوں میں منتظر ہوں کہ میرا مقدمہ بھی ہے اتنے میں جواب ملا اِصْبِرْ سَنَفْرُغُ یا مِرْزَا کہ اے مرزا صبر کر ہم عنقریب فارغ ہوتے ہیں۔ پھر میں ایک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ میں کچہری میں گیا ہوں تو اللہ تعالیٰ ایک حاکم کی صورت پر کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور ایک طرف ایک رشتہ دار ہے کہ ہاتھ میں ایک مسل لئے ہوئے پیش کر رہا ہے۔ حاکم نے مسل اٹھا کر کہا کہ مرزا حاضر ہے تو میں نے باریک نظر سے دیکھا کہ ایک کرسی اس کے ایک طرف خالی پڑی ہوئی معلوم ہوئی اس نے مجھے کہا کہ اس پر بیٹھو اور اس نے مسل ہاتھ میں لی ہوئی ہے اتنے میں میں بیدار ہو گیا" (البدر جلد دوم نمبر ۲۰ ۱۹۰۳ء و مکاشفات ص ۲۸، ۲۹)

مرزا صاحب کے اس خواب سے کئی باتیں ظاہر ہوتی ہیں (۱) اللہ تعالیٰ مجسّم ہے

جو میز کرسی لگائے کچہری کا کام کر رہا ہے۔

(۲) خداوند کریم کو معمولی مجسٹریٹوں کی طرح ایک منشی یا کلرک کی بھی ضرورت ہے

(۳) خدا لوگوں کے مقدمات کے جھمیلے میں اسقدر پھنسا ہوا ہے کہ اُسے بصد مشکل کسی سے بات کرنے کی فرصت ملتی ہے۔

(۴) قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ" یعنی اے جنّوں اور انسانوں کے دونوں گروہو ہم تمہاری طرف جلد متوجہ ہونگے۔ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور بیان القرآن میں لکھتے ہیں۔

"اور یہاں متوجہ ہونے سے مراد سزا دینے کے لئے متوجہ ہونا ہے۔ اور معمولی معنے لیکر بھی مراد وہی ہوگی یعنی سخت سزا دینا کیونکہ کسی چیز کے لئے فارغ ہونا اکثر تہدید کے موقعہ پر بولا جاتا ہے۔"

پس سنفرغ یا مرزا سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو سخت ڈانٹ دی ہے کہ اے مرزا ہم عنقریب تجھکو سخت اور دردناک سزا دینگے۔

**لاہوری مرزائیو!** خدا کے لئے جلدی بتانا کہ تمہارے کرشن جی مہاراج کو اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت سزا مل چکی ہے یا قیامت کے دن ملے گی؟

مرزا صاحب کا الہام ہے۔

(۵۷) " اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيْدِيْ وَتَفْرِيْدِيْ" (حقیقۃ الوحی ص۸۶)

(ترجمہ) اے مرزا تو میرے نزدیک بمنزلہ میری توحید و تفرید کے ہے"

**احمدی دوستو!** جب خدائے واحد و قدوس بے مثل ہے۔ تو اسکی توحید و تفرید بھی بے مثل ہوگی یا نہیں؟ اپنے گورو کو خداوند عالم کی توحید و تفرید کی مانند تسلیم کر لینے کے بعد بھی تم کہہ سکتے ہو۔ کہ خدا کی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں؟ تم غور نہیں کرتے کہ جب مرزا صاحب آنجہانی خدا کی توحید و تفرید کی مانند ہو گئے تو پھر توحید کہاں رہی

مرزا صاحب اپنے الہامات بیان کرتے ہیں:-

"اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ وَلَدِیْ" (حقیقۃ الوحی ص۸۶)

(ترجمہ) اے مرزا تو میرے نزدیک بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے۔

(۵۸) اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ اَوْلَادِیْ" (البشریٰ جلد دوم ص۶۵)

(ترجمہ) "تو مجھ سے بمنزلہ میری اولاد کے ہے۔"

"مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے۔ کہ اسکو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں" (توضیح مرام ص۲۷)

**مرزائیو!** تمہارے حضرت نے تو کہا تھا۔ کہ میں بالکل قرآن ہی کی طرح ہوں اور مجھ سے وہی ظاہر ہو گا جو قرآن سے ظاہر ہوا۔ لیکن یہاں تو اصول قرآنی کے صریحًا خلاف الہامات کے چھینٹے برس رہے ہیں قرآن کریم نے نہایت ہی زبردست الفاظ میں تردید کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں بنایا۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۝ سورہ مریم (ترجمہ) "مرزا قادیانی اور اس کے چیلے کہتے ہیں کہ رحمٰن نے (مرزا کو) بیٹا بنایا اے مرزائیو یقینا تم ایک خوفناک بات کر گزرے قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں کہ وہ (مرزائی) رحمٰن کے لئے بیٹے کا دعویٰ کرتے ہیں اور رحمٰن کو شایاں نہیں کہ وہ بیٹا بنائے۔"

ان آیات میں کن زوردار اور ہیبتناک الفاظ میں تردید کی گئی ہے کہ خدائے رحمٰن نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں بنایا۔ اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے کہ وہ بیٹا بنائے۔

**مرزا صاحب کے مریدو!** جواب دو کہ اپنے گورو کے دونوں الہاموں میں سے کس کو سچا سمجھتے ہو اور کس کو غلط۔ اگر اس الہام کو صحیح مانتے ہو کہ میں بالکل قرآن ہی کی طرح ہوں اور مجھ سے وہی ظاہر ہو گا۔ جو قرآن سے ظاہر ہوا تو دوسرے الہام کہ اے مرزا تو میرے نزدیک بمنزلہ میرے بیٹے کے ہے کے متعلق کیا کہو گے؟ قرآن پاک عقیدہ ابنیت کی بیخکنی کر رہا ہے۔ اور مرزا کا الہام انہیں خدا کا بیٹا بنا رہا ہے۔

مرزا صاحب کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"سِرُّكَ سِرِّی" (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۲۹)

(ترجمہ) اے مرزا تیرا بھید میرا بھید ہے۔

(۵۹) ظُهُوْرُكَ ظُهُوْرِیْ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۲۶)

(ترجمہ اے مرزا تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔

ان دونوں حوالجات سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ خدا نے مرزا کو فرمایا کہ اے مرزا میں اور تو دونوں ایک ہی ہیں۔ ہم میں کوئی فرق نہیں۔ عیسائیوں کے ہاں باپ بیٹا اور روح القدس تینوں ملکر ایک خدا بنتا ہے۔ لیکن مرزا صاحب نے تیسرے کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ ایک خدا تو عالم بالا میں ہے دوسرا مرزا صاحب کی شکل میں زمین پر نازل ہوا جیسا کہ مرزا صاحب کا الہام ہے۔ "خدا قادیان میں نازل ہوگا" (البشریٰ جلد اول صفحہ ۵۶) لیکن پھر بھی دو خدا نہیں۔ بلکہ ایک ہی خدا ہے کیونکہ مرزا صاحب کا ظہور خدا کا ظہور ہے مرزا صاحب کے اسی عقیدے کی مزید وضاحت اس عبارت سے ہو رہی ہے مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(۶۰) "رَاَیْتُنِیْ فِی الْمَنَامِ عَیْنَ اللّٰہِ وَتَیَقَّنْتُ اَنَّنِیْ هُوَ وَلَمْ یَبْقَ لِیْ اِرَادَةٌ وَّلَا خَطْرَةٌ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وَبَیْنَمَا اَنَا فِیْ هٰذِهِ الْحَالَةِ کُنْتُ اَقُوْلُ اِنَّا نُرِیْدُ نِظَامًا جَدِیْدًا سَمَآءً جَدِیْدَةً وَّاَرْضًا جَدِیْدَةً فَخَلَقْتُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَوَّلًا بِصُوْرَةٍ اِجْمَالِیَّةٍ لَا تَفْرِیْقَ فِیْهِمَا وَلَا تَرْتِیْبَ۔ ثُمَّ فَرَّقْتُهَا وَرَتَّبْتُهَا ۔ ۔ ۔ ۔ وَکُنْتُ اَجِدُ نَفْسِیْ عَلٰی خَلْقِهَا کَالْقَادِرِیْنَ۔ ثُمَّ خَلَقْتُ السَّمَآءَ الدُّنْیَا وَقُلْتُ اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ بِمَصَابِیْحَ ثُمَّ قُلْتُ الْاٰنَ نَخْلُقُ الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ۔ ۔ ۔ ۔ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ وَکُنَّا کَذٰلِكَ الْخَالِقِیْنَ"

(ترجمہ) میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہ اللہ ہوں میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں اور نہ میرا ارادہ باقی رہا اور نہ خطرہ ۔ ۔ ۔ ۔ اسی حال میں درحالیکہ میں بعینہ خدا تھا

میں نے کہا کہ ہم ایک نیا نظام نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں پس میں نے پہلے آسمان اور زمین۔ اجمالی شکل میں بنائے جن میں کوئی تفریق اور ترتیب نہ تھی پھر میں نے ان میں جدائی کردی اور ترتیب دی ... اور میں اپنے آپ کو اسوقت ایسا پاتا تھا کہ میں ایسا کرنے پر قادر ہوں پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیحَ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کریں گے پس میں نے آدم کو بنایا اور ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا اور اس طرح سے میں خالق ہوگیا۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۳-۵۶۵)

**احمدی دوستو!** بتاؤ اور سچ بتاؤ کہ مرزا صاحب نے خدا ہونے میں کوئی کسر باقی چھوڑی ہے؟ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے یقین کرلیا کہ میں بعینہٖ اللہ ہوں فرعون نے بھی تو یہی کہا تھا کہ "اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی" بتاؤ کہ مرزا صاحب کے ان الفاظ اور فرعون کے مقولہ میں کیا فرق ہے؟

**ناظرین!** صرف یہی نہیں کہ مرزا صاحب نے اتنا ہی کہا ہو۔ کہ میں خدا ہوں اور میں نے زمین و آسمان پیدا کئے بلکہ مرزا صاحب اس سے بڑھ کر فرماتے ہیں:-

"وَاُعْطِیْتُ صِفَةَ الْاِفْنَاءِ وَالْاِحْیَاءِ" (خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۳)

(ترجمہ) مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے

مرزا صاحب اپنا الہام بیان فرماتے ہیں۔

"اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتَ شَیْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ" (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۹۴)

(ترجمہ) "اے مرزا تحقیق تیرا ہی حکم ہے جب تو کسی شئے کا ارادہ کرے تو اس سے کہہ دیتا ہے پس وہ ہو جاتی ہے۔"

اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کو کن فیکون کے اختیارات حاصل ہیں۔ زندہ کرنے اور فنا کرنے کی صفت بھی مرزا صاحب میں موجود ہے۔ مرزا صاحب نے آسمان و زمین بھی بنائے آدم کو بھی پیدا کیا۔ اب یہ احمدی دوست بتائیں کہ خدائی کا دعوے کرنے میں کونسی کسر باقی رہ گئی ہے؟

**ناظرین کرام!** میں نے نہایت اختصار سے مرزا صاحب کے خلاف اسلام عقاید اور دعاوی انہیں کے اپنے الفاظ میں آپ کے سامنے پیش کر دیئے ہیں۔ اُن کے ان معجون مرکب اقوال والہامات کو دیکھ کر آپ متعجب نہ ہوں۔ کہ مرزا صاحب نے کس ستم ظریفی سے خلافِ شریعت عقائد گھڑ لئے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا نے مرزا صاحب کو کھلی چھٹی دے دی تھی۔ کہ اے مرزا ناجائز اور ممنوع افعال بھی تمہارے لئے حلال کر دیئے گئے ہیں۔ جو کچھ تمہارا دل چاہتا ہے کر لو جیسا کہ مرزا صاحب نے اپنا الہام بیان کیا ہے۔

"اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ اِنِّیْ غَفَرْتُ لَکُمْ" (البدر جلد ۳۔ ع ۱۶/۱۷ صفحہ ۔)

(ترجمہ) "اے مرزا جو تو چاہے کر ہم نے تجھے بخش دیا"

پس جب خدا نے ہی مرزا صاحب سے پابندیٔ شریعت کی تمام قیود اٹھالیں تو اس حالت میں مرزا صاحب جو کچھ بھی کر لیتے اُن کے لئے جائز تھا۔ اور انہیں ضرورت نہ تھی کہ وہ اپنے عقائد اور اقوال کو قرآن کریم اور حدیث شریف کی کسوٹی پر پرکھنے کی تکلیف گوارا کرتے۔ سچ ہے۔ ع۔ سیّاں بھے کوتوال اب ڈر کا ہیکا۔

**احمدی دوستو!** مرزا صاحب کے مندرجہ بالا خلاف قرآن و حدیث اقوال نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں ان عقائد باطلہ کو ترک کر کے اہل سنت والجماعت کی مستقیم شاہراہ پر گامزن ہو جاؤں۔

# مرزا صاحب کا دعوٰئ نبوّت

مرزا صاحب کے مریدوں کے دو فریق ہیں ایک کا مرکز لاہور ہے دوسرے کا قادیاں۔ قادیانی جماعت مرزا صاحب کو نبی مانتی ہے لیکن لاہوری جماعت میرزا صاحب کی تعلیم کے خلاف اُنہیں نبی نہیں کہتی مرزا صاحب کے دعوئے نبوّت کی تحقیقات کرنے کے لئے مرزا صاحب کی کتابوں کو نہایت غور و غوص سے مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ مرزا صاحب دعوئ مسیحیت کے ابتدائی ایام میں اپنے آپ کو محدّث کہتے تھے۔ اور اپنی محدثیت کی تعریف ایسی کیا کرتے تھے۔ جس کا مفہوم نبوّت ہوتا تھا۔ لیکن بعد ہا کھلے اور غیر مبہم الفاظ میں نبوت کا دعوٰی کر دیا مرزا صاحب نے اپنی ابتدائی تحریروں میں یہاں تک لکھا ہے۔ کہ "میں سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوّت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ اور مدعی نبوّت پر لعنت بھیجتا ہوں"۔ لیکن اسکے بعد وہ زمانہ بھی آیا جب مرزا صاحب نے صاف الفاظ میں اپنی نبوّت کا اعلان کر دیا اسلئے لاہوری جماعت مرزا صاحب کی ابتدائی تحریروں سے انکار نبوّت کے جو حوالجات پیش کرتی ہے۔ وہ قابل قبول نہیں کیونکہ مرزا صاحب نے خود فیصلہ کر دیا ہے

"جس جس جگہ میں نے نبوّت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اسکا نام پا کر اسکے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا"

(مرزا صاحب کا اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

اس عبارت میں مرزا صاحب نے تسلیم کر لیا ہے کہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے، اور آپ کے واسطے سے غیر تشریعی نبی بنا ہوں اور اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ جہاں اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ مرزا صاحب غیر تشریعی نبی ہونیکے مدعی تھے ساتھ ہی یہ فیصلہ بھی ہو گیا کہ جس جس جگہ مرزا صاحب نے نبوّت یا رسالت سے انکار کیا ہے وہاں انکار نبوت سے مرزا صاحب کی مراد یہ تھی کہ میں شریعت لانے والا نبی نہیں ہوں۔ اور نہ مستقل طور پر نبی ہوں۔ اب ہمیں یہ بتانا ہے کہ مرزا صاحب نے مستقل نبی یا مستقل نبوت کی کیا تعریف کی ہے مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں

"بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر ان کی نبوّت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوّتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ[ے] دخل نہ تھا۔ اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔ بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہ راست ان کو منصب نبوّت ملا" (حقیقۃ الوحی ص ۹۷ حاشیہ)

مرزا صاحب کی اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ نبی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو براہ راست نبی ہوتے ہیں۔ اُنہیں کسی نبی کی پیروی سے نبوت نہیں ملتی وہ مستقل نبی کہلاتے ہیں دوسرے وہ جو کسی دوسرے نبی کی اتباع اور پیروی سے نبی بنتے ہیں انہیں اُمتی نبی کہا جاتا ہے۔ اور میں دوسری قسم کا نبی ہوں یعنی اُمتی نبی۔ دوسری جگہ اسی کی تشریح ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"جب تک اس کو اُمتی بھی نہ کہا جائے جس کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک انعام اس نے آنحضرت کی پیروی سے پایا ہے۔ نہ براہ راست" (تجلیات الٰہیہ ص ۹ حاشیہ)

ے سلطان القلم کی فصیح و بلیغ اردو ملاحظہ ہو۔ اختر

ان حوالجات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مرزا صاحب مدعیٔ نبوت تو ہیں لیکن کوئی نئی شریعت نہیں لائے اور نہ انہیں نبوت بلا واسطہ ملی ہے۔ بلکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور وساطت سے نبی بن گئے ہیں اور مرزا صاحب کی اصطلاح میں یہی ظلی یا بروزی نبوت ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے۔

"یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائیگی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے۔ جیسا کہ آیت لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ سے ظاہر ہے پس مصفیٰ غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا۔ اور آیت اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ گواہی دیتی ہے کہ اس مصفیٰ غیب سے یہ امت محروم نہیں اور مصفیٰ غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لئے محض بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے" (ایک غلطی کا ازالہ)

ظلی نبوت جس کے معنے ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸)

مرزا صاحب کے ان حوالجات سے ثابت ہو گیا کہ امتی نبی ظلی یا بروزی نبی سے مرزا صاحب کی مراد تھی کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے نبی بن جانا۔ لاہوری جماعت کہا کرتی ہے کہ جس طرح ظل اصل نہیں ہوتا اسیطرح ظلی نبی نبی نہیں ہوتا لیکن مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

"تجھے پیرو اسکے (قرآن مجید کے) ظلی طور پر الہام پاتے ہیں" (تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۹۶)

**لاہوری احمدیو!** سینے پر ہاتھ رکھ کر بتانا کہ اگر ظلی نبوت نبوت نہیں تو ظلی الہام الہام کس طرح ہو سکتا ہے؟ تمہارا عقیدہ خود ساختہ اور مرزا صاحب کے خلاف ہے کہ ظلی نبوت نبوت نہیں ہوتی جیسا کہ تمہاری جماعت کے امیر مولوی محمد علی صاحب

لکھتے ہیں:۔

"پھر اسکو ظلّی نبوّت کہہ کر یہ بھی بتا دیا کہ نبوّت نہیں۔ کیونکہ ظلّ کا لفظ ساتھ لگانے سے اصلیّت کا انکار مقصود ہوتا ہے۔" (مسیح موعود اور ختم نبوّت صہ۲)

**میرے پرانے دوستو!** جب ظلّ کا لفظ ساتھ لگانے سے اصلیّت کا انکار مقصود ہوتا ہے۔ تو تمہارے "حضرت مرزا صاحب" کہ گئے ہیں کہ میں قرآن مجید کا سچا پیرو ہوں اور قرآن پاک کے سچے پیرو ظلّی طور پر الہام پاتے ہیں۔ اب تمہارا فرض ہے کہ تم دنیا کے سامنے اعلان کر دو کہ مرزا صاحب کے الہام کے ساتھ لفظ ظلّی موجود ہے اس لئے مرزا صاحب کا الہام الہام نہیں کیونکہ ظلّ کا لفظ ساتھ لگانے سے اصلیّت کا انکار مقصود ہوتا ہے پس مرزا صاحب کے الہامات اضغاث احلام میں سے ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں

"یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکا کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اُس نبوّت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں بلکہ خدا کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کیلئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ حاشیہ)

اس حوالہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو پہلے نبیوں کی طرح براہ راست نبوّت نہیں ملی بلکہ نبوت کا مقام مرزا صاحب نے بواسطہ فیضان محمدی پایا ہے ورنہ نبوت کے لحاظ سے کوئی فرق تسلیم نہیں کرتے۔ جیسا کہ لکھا ہے:۔

"منجملہ ان انعامات کے وہ نبوّتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے" (ایک غلطی کا ازالہ)

غرض اس تحریر سے مرزا صاحب کی یہی مراد ہے کہ پہلے غیر تشریعی انبیاء علیہم السلام کی نبوّت اور میری نبوّت میں کوئی فرق نہیں صرف طریق حصول نبوّت میں فرق ہے کیونکہ نبوّت کے متعلق تو لکھتے ہیں کہ کثرت اطلاع بر امور غیبیہ ہی کی وجہ سے پہلے لوگ نبی کہلائے۔

اب ہم مرزا صاحب کے دعویٰ نبوّت کے اثبات کے لئے چند حوالجات پیش کرتے ہیں مرزا صاحب فرماتے ہیں

(۱) "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں"

(بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

(۲) "میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت ایک وحی الٰہی اور مسیح موعود کا دعویٰ تھا" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۵ حاشیہ)

لاہوری جماعت کہا کرتی ہے۔ کہ کہیں دکھاؤ کہ مرزا صاحب نے یہ کہا ہو کہ میرا دعویٰ ہے کہ میں رسول اور نبی ہوں ان دونوں حوالجات میں جو ہم نے اوپر نقل کرتے ہیں۔ جناب مرزا صاحب نے صراحت سے نبی اور رسول ہونیکا دعویٰ کیا ہے لاہوری میرزائیو! کیا اب بھی کہو گے کہ "ہمارے حضرت مرزا صاحب" نے نبوت و رسالت کا دعویٰ نہیں کیا؟

مرزا صاحب لکھتے ہیں

(۳) "غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمّت میں سے مَیں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیا، اور ابدال اور اقطاب اس اُمّت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانیکے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی" (حقیقۃ الوحی ص۳۹۱)

لاہوری جماعت کے ممبرو! خدا کے واسطے مرزا صاحب کی اس عبارت پر غور کرو اور بتاؤ کہ کیا یہ نبوّت محض محدّثیت اور مجددیت ہے جس کا اس حوالہ میں بیان ہو رہا ہے۔ اب اس جگہ نبی کی بجائے لفظ محدّث رکھ کر پڑھو۔ اگر عبارت درست ہو تو تم سچے ورنہ جھوٹے۔ اگر یہ محدثیت اور مجددیت ہی ہے۔ تو پھر تیرہ سو سال میں ایک شخص کو ملنے کے کیا معنے؟ اور اس سے ایک شخص کے مخصوص ہونے

کا کیا مطلب؟ کیونکہ محدّث تو تیرہ سو سال میں سینکڑوں گزرے ہیں یہ بھی یاد رہے کہ مرزا صاحب کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور کثرت امور غیبیہ کو نبوّت قرار دیتے تھے جیسا کہ ذیل کے حوالجات سے ظاہر ہے۔

(الف) جس شخص کو بکثرت مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جاوے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰)

(ب) "خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوّت رکھا ہے۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ۳۲۵)

(ج) جبکہ وہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوّت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔ (الوصیت صفحہ ۱۱)

(د) "میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی قطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۶)

(ھ) "ہم خدا کے ان کلمات کو جو نبوّت یعنی پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوّت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں۔ اور ایسا شخص جسکو بکثرت ایسی پیشگوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں اسکا نام نبی رکھتے ہیں (چشمہ معرفت صفحہ ۱۸۰)

(و) "خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پاکر جو غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیاں ہوں مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح میں نبی کہلاتا ہے" (حجۃ اللہ صفحہ ۲)

(ز) اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اُسکو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اسکا نام محدّث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے" (ایک غلطی کا ازالہ)

حوالجات بالا سے ثابت ہو رہا ہے کہ مرزا صاحب کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور کثرت اطلاع

برامورِ غیبیہ کو نبوت سمجھتے تھے اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان کر دیا تھا

"یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جسقدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

اس عبارت سے ثابت ہُوا کہ تیرہ سو سال میں جتنا مکالمہ مخاطبہ مرزا صاحب سے ہُوا ہے۔ اتنا اور کسی سے نہیں ہُوا اور کثرت مکالمہ مخاطبہ نبوت ہوتی ہے اس لئے مرزا صاحب نبی ہیں۔

لاہوری مرزائی کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہر نبی کے لئے ضروری ہے کہ وہ شریعت اور کتاب لائے نیز دوسرے نبی کا متبع نہ ہو۔ لیکن ان کا یہ کہہ دینا اپنے گورو کی تصریحات کے صریحاً خلاف ہے۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے۔

(الف) یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو۔ اور شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔" ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸

(ب) بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں سے آئے کہ کوئی نئی کتاب اُنکے ساتھ نہیں تھی بلکہ ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے کہ تا اُن کے موجودہ زمانے میں جو لوگ تعلیم توریت سے دُور پڑ گئے ہوں پھر ان کو توریت کے اصلی منشاء کی طرف کھینچیں" (شہادت القرآن صفحہ ۳۷)

(ج) "نبی کا شارع ہونا شرط نہیں یہ صرف موہبت ہے جس سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

یہ تینوں حوالجات پکار پکار کر اعلان کر رہے ہیں کہ مرزا صاحب کا عقیدہ تھا کہ بغیر

نئی کتاب و شریعت کے بھی نبی ہو سکتا ہے۔ اور نبی ہونے کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ کسی دوسرے نبی کا متبع نہ ہو۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں

(۴) "اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیا ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے۔ اور نبی بھی"۔ (حقیقۃ الوحی ص۲۸)

لاہوری احمدیو! ہمیشہ کے لئے اس دنیا میں نہیں رہنا آخر ایک دن خدائے واحد و قدوس کی بارگاہ معلی میں اپنے عقاید و اعمال کا جوابدہ ہونا ہے اسی خدائے قدوس کو جو دلوں کے مخفی حالات سے واقف ہے حاضر و ناظر سمجھ کر سوچو اور غور کرو کہ کیا مرزا صاحب اپنے آپ کو اولیائے امت کے زمرہ میں شمار کرتے ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ توڑنکے چوٹ پر اعلان کر رہے ہیں کہ اس امت میں ہزارہا اولیا ہوئے ہیں اور میں امتی نبی ہوں اگر تمہارے خیال کے مطابق امتی نبی۔ نبی نہیں ہوتا تو تمام اولیاء اللہ سے اس خصوصیت کے کیا معنے؟

مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

(۵) "ہمارا نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو توراۃ میں مذکور ہیں۔ میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں پہلے بھی کئی نبی گذرے ہیں۔ جنہیں تم لوگ سچے مانتے ہو"۔

بدر ۹ راپریل ۱۹۰۸ء

(۶) "ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو دیکھو جو امور سماوی ہوتے ہیں ان کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہئے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں صحابہ کرام کے طرز عمل پر نظر کرو وہ بادشاہوں کے درباروں میں گئے اور جو کچھ ان کا عقیدہ تھا وہ صاف صاف کہدیا اور حق کہنے سے ذرا نہیں جھجکے۔ جبھی ولا یخافون لومۃ لائم کے مصداق ہوئے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں دراصل یہ نزاع لفظی ہے خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں

سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اُسے نبی کہتے ہیں۔ اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے ایسے دعوے کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جنپر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی صرف خدا کیطرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے۔ جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا اظہار ہو پس وہ نبی کہلائے یہی حال اس سلسلہ میں ہے بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کیلئے اور کونسا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے۔ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں عیسائیوں ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں۔ تو اسی لئے کہ ان میں کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھیرے کس لئے اسکو دوسرے دینوں سے بڑھکر کہتے ہیں؟ ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اسکے صدق کی گواہی دے چکے ہیں اسی لئے ہم نبی ہیں امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیئے"۔ (ڈائری مرزا صاحب مندرجہ اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

(۷) "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں میں اسپر قائم ہوں اسوقت تک کہ اس دنیا سے گزر جاؤں" (مرزا صاحب کا آخری مکتوب مندرجہ اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء)

(۸) "تب خدا آسمان سے اپنی قرنا میں آواز پھونک دیگا۔ یعنی مسیح موعود کے ذریعے سے جو اسکی قرنا ہے ......... اسجگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے۔ کیونکہ خدا کے نبی اسکی صور ہوتے ہیں"۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۷۶-۷۷)

(۹) "میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں۔ جسکا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے"۔ (نزول المسیح ص ۴۸)

(۱۰) "خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۴ حاشیہ)

(۱۱) "پس خدا نے اپنی سنت کے موافق ایک نبی کے مبعوث ہونے تک وہ عذاب ملتوی رکھا اور جب وہ نبی مبعوث ہو گیا اور اس قوم کو ہزارہا اشتہاروں اور رسالوں سے دعوت کی گئی تب وہ وقت آگیا کہ ان کو اپنے جرائم کی سزا دی جاوے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۵۲)

(۱۲) "تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہرحال جب تک طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے" (دافع البلا صفحہ ۱۰)

(۱۳) "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا" (دافع البلا صفحہ ۱۱)

(۱۴) "سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتا ہی نہیں جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے اور دوسری طرف زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہے جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۸، ۹)

(۱۵) "ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ میں دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے" (ایک غلطی کا ازالہ)

(۱۶) قُلْ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (ترجمہ) "کہ اے تمام لوگو

میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کیطرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔" (البشریٰ جلد دوم ص۵)

(۱۷) "اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ"۔ (الہام مندرجہ حقیقۃ الوحی ص۱۰۷)

(ترجمہ) اے مرزا تو بیشک رسولوں میں سے ہے۔

(۱۸) "ہمارا نبی اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی اُمّت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے حالانکہ وہ اُمّتی ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۴)

"اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اسکو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۴۹، ۱۵۰)

(۱۹) "وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ..... یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۷)

(۲۰) "جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اسکا انہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور اُمّتی بھی۔" (حقیقۃ الوحی ص۲۹)

**لاہوری احمدیو!** میں نے مرزا صاحب کی کتابوں اشتہاروں اور ڈائریوں سے چند حوالجات نقل کر دئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے دھڑلے سے نبوّت کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو نبی لکھا۔ اگر اس رسالہ کی طوالت مانع نہ ہوتی تو میں مرزا صاحب کی کتابوں سے سینکڑوں حوالجات پیش کر سکتا تھا کہ جن میں مرزا صاحب نے اپنے آپکو دنیا کے سامنے بطور نبی کے پیش کیا ہے۔ تم خوف خدا کرو کب تک مرزا صاحب کے دعویٰ نبوّت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرو گے؟ اتنا تو سوچو کہ لوگ مرزا صاحب کے یہ حوالجات پڑھکر کیا نتیجہ نکالیں گے۔

دیکھو مرزا صاحب نے یہاں تک فرما دیا ہے :

(۲۱) "خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوّت ثابت ہو سکتی ہے۔ (چشمہ معرفت ص۳۱۷)

یہاں تو مرزا صاحب نے فیصلہ کن بات لکھدی کہ میرے نشانات معمولی نہیں ہیں بلکہ اسقدر زیادہ ہیں کہ اگر وہ نشان ہزار نبی پر بھی تقسیم کر دیئے جائیں تو ان کی بھی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لاہوری مرزائی جواب دیں کہ جب مرزا صاحب کے نشانوں سے ہزار نبی کی نبوّت ثابت ہو سکتی ہے تو مرزا صاحب نبی کیوں نہ ہوئے؟

میرے پرانے دوستو! کیا تمہیں جرأت ہے کہ تم دنیا کے سامنے اعلان کر سکو کہ مرزا صاحب نے اپنے آپکو نبی نہیں کہا، جواب دیتے وقت اتنا یاد رکھنا کہ ایک وہ وقت بھی تھا جب تم نے اپنے اخبار پیغام صلح میں مندرجہ ذیل اعلان کئے تھے

**اعلان اوّل** "ہم خدا کو شاہد کر کے اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا ایمان یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود اللہ تعالےٰ کے سچے رسول تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے۔ آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ تعالیٰ چھوڑ نہیں سکتے"

(اخبار پیغام صلح جلد ۱ ع ۳۵ مورخہ ۹/۱۳ ء)

**اعلان دوم**۔ "معلوم ہوا ہے کہ بعض احباب کو غلط فہمی میں ڈالا گیا ہے کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے احباب یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے مدارج عالیہ کو اصلیت سے کم یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت میں اخبار پیغام صلح سے تعلق ہے خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی محض بہتان ہے، ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں

جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم دبیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔" (اخبار پیغام صلح جلد اول ۴۲ ۱۶ ماہ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

ناظرین کرام! یہ وہ اعلان ہیں جو اخبار پیغام صلح سے تعلق رکھنے والوں نے اس وقت شائع کئے تھے۔ جب مولوی نورالدین صاحب کی زندگی میں ان لوگوں کے متعلق مشہور ہوا تھا کہ یہ لوگ مرزا صاحب کی نبوت سے منکر ہو گئے ہیں ان اعلانات میں لاہوری جماعت کے موجودہ ممبروں نے کس دھڑلے سے مرزا صاحب کی نبوت کا ڈھنڈورا پیٹا تھا۔ لیکن اب یہی لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے مرزا صاحب کو کبھی نبی تسلیم نہیں کیا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ مولوی نورالدین صاحب کی زندگی تک لاہوری پارٹی کے تمام ممبر مرزا صاحب کو نبی مانتے تھے۔ اگر ضرورت ہوئی تو ہم ان کے تمام بڑے بڑے ممبروں کی تحریریں شائع کر دینگے جن میں انہوں نے مرزا صاحب کو نبی تسلیم کیا ہے اسجگہ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی چند مصدقہ تحریریں بطور نمونہ درج کی جاتی ہیں۔

(الف) "آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جس شخص (جناب مرزا صاحب) کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے مامور و نبی کر کے بھیجا ہے وہ بھی شہرت پسند نہیں۔" (ریویو۔ اردو جلد ۵ ع صفحہ ۱۳۲)

(ب) "اسلئے یہی وہ آخری زمانہ ہے جس میں موعود نبی کا نزول مقدر تھا۔" (ریویو اردو جلد ۶ نمبر ۳ صفحہ ۸۳)

(ج) "آیت کریمہ میں جن لوگوں کے درمیان اس فارسی الاصل نبی کی بعثت لکھی ہے انہیں آخرین کہا گیا ہے۔" (ریویو جلد ۶ نمبر ۳ صفحہ ۹۶)

(د) "پیشگوئی کے بیان میں اوپر یہ ذکر آچکا ہے کہ نبی آخر زمان کا ایک نام رجل من ابناء فارس بھی ہے۔" (ریویو جلد ۶ نمبر ۳ صفحہ ۹۸)

(ہ) "ایک شخص (مرزا صاحب) جو اسلام کا حامی ہو کر مدعی رسالت ہو" (ریویو جلد ۵ نمبر ۵ صفحہ ۱۶۶)

کس صراحت سے یہ عبارات پکار پکار کی اعلان کر رہی ہیں۔ کہ ریویو آف ریلیجز کی ایڈیٹری کے زمانہ میں مولوی محمد علی صاحب ایم اے موجودہ امیر جماعت مرزائیہ لاہور مرزا صاحب کی نبوّت کو ثابت کرنے کے لئے مرزا صاحب کی نبوّت کے رنگ سے رنگے ہوئے مضامین کسقدر شد و مد سے شائع کیا کرتے تھے اب یہی مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ جو نہایت ہی معصومانہ انداز میں فرمایا کرتے ہیں۔ کہ ہم کبھی مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان ہی نہیں لائے اور نہ ہی جناب مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب حلفیہ شہادت دے رہے ہیں۔

"اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸)

مرزا صاحب اپنی نبوّت کا ثبوت دینے کے لئے خدا تعالیٰ کی قسم "کھا" رہے ہیں لیکن لاہوری مرزائی ہیں کہ ایک طرف تو مرزا صاحب کو مسیح موعود، محدّث، مجدد، کرشن وغیرہ دعاوی میں سچا اور راستباز بھی مانتے ہیں۔ اور دوسری طرف مرزا صاحب کی قسم پر بھی اعتبار نہیں کرتے۔ اگر قسم پر اعتبار کرتے تو ان کی نبوت سے منکر کیوں ہوتے۔ میرے دوستو! یہ مت کہدینا[۱] کہ "حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ میرا نام نبی رکھا گیا ہے۔ اور کسی کا نام نبی رکھدینے سے وہ نبی نہیں بنجاتا۔" یاد رکھو کہ اگر خدا کے نبی نام رکھدینے سے نبی نہیں ہوجاتا تو مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ "اُسی خدا نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔" پس تمہاری تصریحات کے مطابق مرزا صاحب کا نام مسیح موعود رکھدینے سے مرزا صاحب مسیح موعود بھی نہیں بن سکتے۔ تم بتاؤ کہ تم اُنہیں مسیح موعود کیوں مانتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب نے بڑے زور سے نبوّت کا دعویٰ کیا تھا جیسا کہ اُن کی کتابوں اور ڈائریوں کے مندرجہ بالا حوالجات سے ثابت ہو رہا ہے لیکن مرزا صاحب کے لاہوری

---

[۱] لاہوری مرزائی یہی کہا کرتے ہیں۔ اختر

مرید انکی نبوت کو نہیں مانتے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوئ نبوت کرنیوالا کذّاب اور دجّال ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(الف) سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلٰثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیُّ اللّٰہِ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔" (مسلم۔ ترمذی۔ داری۔ ابن ماجہ۔ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ) ترجمہ (میری امت میں تیس بڑے جھوٹے ہونگے ان میں سے ہر ایک نبوّت کا دعویٰ کرے گا۔ باوجودیکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(ب) لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَخْرُجَ ثَلٰثُوْنَ کَذَّابًا کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ" (طبرانی) ترجمہ (فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس بڑے جھوٹے ظاہر نہ ہولیں ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔

(ج) ایک روایت میں سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ دَجَّالُوْنَ کہ میری امت میں کذّاب دجال ہوں گے۔ جو دعوئ نبوت کرینگے۔ وَاِنِّیْ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ حالانکہ میں ختم کرنے والا ہوں نبیوں کا میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"

ان احادیث میں دجال کذّاب ہونے کی یہ علت ٹھرائی گئی ہے کہ وہ باوجود میری امت میں ہونے کے دعوئ نبوت کرینگے اور کہیں گے کہ ہم امّتی نبی ہیں یعنی ایک پہلو سے نبی ہیں اور ایک پہلو سے اُمّتی۔ یاد رہے کہ مسیلمہ کذّاب نے بھی امتی نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ کیونکہ وہ بھی مرزا صاحب کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی نبوّت کا بھی مدعی تھا یہاں تک کہ اس کی اذان میں اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پکارا جاتا تھا۔ اور وہ خود بھی بوقت اذان اسکی شہادت دیتا تھا (دیکھو تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۴۴)

**معزز ناظرین!** جب میں نے ایک طرف ان احادیث کو دیکھا اور دوسری طرف مرزا صاحب کے دعوئ نبوت کو تو میرے ضمیر نے مجھے مجبور کر دیا کہ

# مرزا صاحب کا اپنے مخالفین پر جہنمی ہونیکا فتوےٰ

مرزا صاحب کے ابتدائے دعویٰ سے لیکر انکی وفات تک کی کل تحریروں کو جن لوگوں نے غور سے مطالعہ کیا ہے۔ ہماری طرح ان پر یہ حقیقت منکشف ہو گئی ہو گی کہ ابتدا میں مرزا صاحب اپنے منکرین اور مخالفین کو کافر دائرہ اسلام سے خارج اور جہنمی نہ کہتے تھے۔ ان کی تحریرات سے بخوبی پتہ چل سکتا ہے کہ ابتدائے دعویٰ میں انہوں نے تمام عالم اسلام کو کافر اور جہنمی کہنے میں مصلحت وقت نہیں سمجھی اندازہ کر لیا ہو گا۔ کہ اگر شروع میں اپنے تمام منکرین پر کافر اور جہنمی ہونے کا فتویٰ لگا دیا۔ تو ہمارے نزدیک کوئی پھٹکنے نہ پائیگا۔ دکانداری چلانے کیلئے ابتدا میں نرمی اور رواداری کا برتاؤ مناسب سمجھا۔ بعدہٗ جُوں جُوں چیلے چانٹے گرد جمع ہوتے گئے مرزاجی کا پارہ حرارت بھی تیز ہوتا گیا۔ پہلے تمام دنیا کے مسلمانوں کو فاسق کا خطاب دیا اور اپنے انکار کرنے والوں کو رب العزت کی بارگاہ میں قابل مواخذہ ٹھہرایا۔ جب اس پر بھی دل کا جوش ٹھنڈا نہ ہُوا تو دنیا کے ان تمام مسلمانوں کو جو ان کی نہ سلجھنے والی بھول بھلیوں، اَنٹ سنٹ الہامات، خلاف اسلام عقائد اور گمراہ کن دعاوی پر ایمان نہ لائیں جہنمی قرار دیدیا جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے:۔

> "مجھے خدا کا الہام ہے جو شخص تیری پیروی نہ کریگا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہو گا اور تیرا مخالف رہیگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنیوالا جہنمی ہے۔"
>
> (معیار الاخیار صـ۸)

دوسری جگہ لکھا ہے۔

> "اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور، خدا کا امین، اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اور اسکا دشمن جہنمی ہے۔" (انجام آتھم صـ۶۲)

ان صاف اور صریح حوالوں کے نقل کر دینے کے بعد میں مزید تشریح اور حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ مرزا صاحب کس ڈھٹائی اور غیظ و غضب سے بھرے ہوئے الفاظ میں تمام مسلمانان عالم کو جو ان کی اٹ٘ البحر وحی اور الہامی پوتھیوں پر ایمان نہیں لاتے جہنمی کر رہے ہیں لیکن مرزا صاحب کے مریدوں کی لاہوری جماعت جس کا میں آٹھ سال تک ممبر اور مبلغ رہا ہوں نہایت ہی معصومانہ انداز میں اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرتی ہے کہ ہم ہر ایک کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے گورو کی محولہ بالا تحریرات پر ایمان بھی رکھتے ہیں۔

**جماعت احمدیہ لاہور کے ممبرو!** میں تمہیں نہایت ہی درد دل سے خدائے واحد و قدوس کے جلال اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی عظمت کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم اکیلے بیٹھ کر مرزا صاحب کی محبت سے خالی الذہن ہو کر خوف خدا کو مدنظر رکھتے ہوئے محولہ بالا حوالجات کو غور کی نظر سے دوبارہ اور سہ بارہ دیکھ لو۔ تو تم بھی اس نتیجہ پر پہنچ جاؤ گے کہ ہمارا عقیدہ اپنے مجدد اور گورو کے بالکل الٹ اور خلاف ہے اور ہم پر یہ مثل صادق آتی ہے کہ من چہ می سرایم و تنبورہ من چہ می سراید۔

**میرے پرانے دوستو!** دو کشتیوں پر پاؤں رکھ کر تم ساحل مراد تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔ اگر صدق دل سے تم ہر ایک کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے ہو۔ تو **ہماری طرح ببانگ دہل مرزا سے بیزاری کا اعلان کر دو۔** کیونکہ وہ تمام جہان کے کلمہ گو مسلمانوں کو جنہوں نے ان کی بیعت نہیں کی۔ اور ان کے مخالف ہیں جہنمی قرار دے رہے ہیں۔ اور اگر تم مرزا صاحب کے اس خطرناک عقیدہ سے بیزاری کا اعلان کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ تم محض مسلمانوں سے چندہ وصول کرنے کی خاطر انہیں مسلمان کہتے ہو ورنہ دل سے مرزا صاحب کے عقیدہ پر تمہیں پختہ ایمان ہے۔

**میں منتظر ہوں کہ احمدیہ بلڈنگس لاہور کی چار دیواری سے کیا جواب ملتا ہے؟**

# مرزا صاحب کی بیعت ہی مدار نجات ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج تک مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ قرآن پاک سنت نبویؐ اور حدیث شریف پر ایمان لانا اور ان پر عمل کرنا ہی نجات کیلئے ضروری ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول برحق حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ ساڑھے تیرہ سو سال سے تمام مسلمان اللہ تعالیٰ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو ہی مدار نجات مانتے چلے آئے ہیں لیکن مرزا صاحب قادیانی قرآن اور حدیث کے خلاف یوں رقمطراز ہیں۔

"اب دیکھو کہ خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کیلئے اسکو مدار نجات ٹھہرایا جسکی آنکھیں ہوں دیکھے اور جسکے کان ہوں سنے"

(حاشیہ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۶)

کہاں ہیں لاہوری جماعت کے علماء اور ممبر؟ اپنی آنکھوں سے مرزا صاحب کی محبت کی پٹی اتار کر اس عبارت کو پڑھیں اور للہ غور کریں کہ کیا مرزا صاحب نے اسلامی مسائل کی تجدید کی ہے یا سرے ہی سے انہوں نے اسلامی اصولوں کو بدل ڈالا ہے۔ مرزا صاحب سے پیشتر ایک پکا کافر اور مشرک کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر قرآن اور سنت نبویؐ پر عمل کر کے نجات کا مستحق ہو جاتا تھا مگر اب کوئی لاکھ دفعہ بھی کلمہ پڑھے اور ساری عمر قرآن و سنت پر بھی عمل کرتا رہے لیکن مرزا صاحب کی بیعت نہ کرے اور اُن کی تعلیم پر عمل نہ کرے تو اسکی نجات نہیں ہو سکتی۔ کیا مرزا صاحب نے اسلامی اصولوں کو منسوخ کرنے میں کوئی کسر باقی چھوڑی ہے پہلے تو نجات کے لئے قرآن و سنت کی پیروی کی ضرورت تھی لیکن اب مرزا صاحب کی بیعت کرنے اور اُنکی تعلیم پر عمل پیرا ہونے کے بغیر کسی کی نجات ہو ہی نہیں سکتی۔ یہ مرزا صاحب کا ایک اٹل فیصلہ ہے لاہوری

جماعت مرزا صاحب کے اس الہام کو تاویلات کے شکنجے میں نہیں جکڑ سکتی۔
مرزا صاحب نے دوسری جگہ لکھا ہے۔

وَاللّٰہِ اِنِّیْ غَالِبٌ وَسَیَظْہَرُ شَوْکَتِیْ
وَکُلٌّ ھَالِکٌ اِلَّا مَنْ قَعَدَ فِیْ سَفِیْنَتِیْ

(ترجمہ) اللہ کی قسم میں غالب ہوں اور عنقریب میری شوکت ظاہر ہو جائیگی اور ہر ایک ہلاک ہوگا۔ مگر وہی بچیگا جو میری کشتی میں بیٹھ گیا۔ (البشریٰ جلد دوم ۱۲۹)

اسجگہ بھی مرزا صاحب نے صاف الفاظ میں پیشگوئی کی ہے۔ کہ جو شخص میری کشتی میں نہیں بیٹھتا وہ ہلاک ہو جائیگا

ناظرین مرزا صاحب نے جو کشتی بنائی ہے اسکا نام کشتی نوح رکھا ہے اور وہ کاغذ کی کشتی ہے ہمارا مشاہدہ ہے کہ جو شخص کاغذی کشتی میں بیٹھیگا وہ معہ اس کشتی کے غرق ہو جائیگا۔

مرزائیو! اگر ہمارے کہنے پر اعتبار نہ ہو تو آپ دو ایک سال دن کھا دوں میں جب تمہاری بارڈ بیش کے نزدیک ترین دریا میں طغیانی آئے تو مرزا صاحب کی بنائی ہوئی کاغذ کی کشتی نوح کو دریا میں ڈال کر اس پر بیٹھ جاؤ۔ اور پھر دیکھو کہ تمہارے مجدد مسیح موعود اور ظلی و بروزی نبی کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔ یا ہمارا مشاہدہ درست ثابت ہوتا ہے

مرزا صاحب کو بھی ہمالج کی رسالت سے ایک الہام ان الفاظ میں ہوتا ہے

قُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ (البشریٰ جلد دوم ۱۰۵)

(ترجمہ) اس قوم کی جڑ کاٹی گئی جو ایمان نہیں لاتے۔

یہ معاملہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ لاہوری اور قادیانی مرزائیوں کے مجدد اور نبی کو تو یہ الہام ہو رہا ہے کہ جو قوم مجھ پر ایمان نہیں لاتی اس قوم کی جڑ کاٹی گئی یعنی وہ قوم بیخ و بنیاد نابود ہو جائے گی۔ مرزا صاحب تو اپنے منکرین کو تباہ و برباد کرنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں لیکن ان کے مرید ہیں کہ آئے دن اپنی تقریروں اور تحریروں میں عامۃ المسلمین کی بہتری اور ہمدردی کے راگ الاپتے ہوئے نظر آتے ہیں گو دراصل

کی اس متضاد روش سے صاف نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ یا تو مرزا صاحب کے دا(ئ)بانی اور لاہوری مریدوں کو مرزا صاحب کے الہامات پر یقین نہیں۔ اور اگر الہامات پر یقین ہے تو محض زبان سے دکھاوے اور نمائش کے لیے مسلمانوں کی ہمدردی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ تاکہ اس ہمدردی کی آڑ لے کر مسلمانوں کی جیبوں سے ان کی سنہری اور روپہلی اغراض پوری ہو سکیں اور مسلمانوں کے روپیہ سے ان کے خزانہ کی رونق بڑھتی رہے۔ اسی مضمون کو مرزا نے دوسری جگہ واضح کیا ہے۔

"خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہیگا۔ وہ کاٹا جائیگا۔ بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ" (اشتہار حسین کامی سفیر روم مندرجہ البشریٰ ص۴۵)

اس عبارت میں بھی مرزا صاحب نے کھلے الفاظ میں اشتہار دے دیا ہے کہ مسلمانوں میں سے جو میری بیعت نہ کرے گا۔ وہ کاٹا جائے گا۔ یعنی تباہ و برباد اور نیست و نابود ہو جائے گا۔

لاہوری احمدیو! تم بلاخوف لومۃ لائم دو قطعی جواب۔ دو کہ تمہارا بھی اس پر ایمان ہے یا نہیں؟

# مرزا صاحب کا اپنے منکرین پر فتویٰ کفر

مرزا صاحب کا عقیدہ جس کی رو سے تمام اہل قبلہ سوائے مرزائیوں کے کافر قرار دئے گئے ہیں۔ ایک مشہور اور مسلم ہے تاہم بطور نمونہ چند حوالجات پیش کرتا ہوں جن میں مرزا صاحب آنجہانی نے اپنے منکرین کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں

(۱) "بہر حال خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جسکو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اب میں ایک شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے۔ خدا کے حکم کو چھوڑ دوں۔ اس سے سہل تر یہ بات ہے کہ ایسے شخص کو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں۔ ہاں اگر کسی وقت صریح الفاظ سے آپ اپنی توبہ شائع کریں۔ اور اس خبیث عقیدہ سے باز آجائیں تو رحمت الٰہی کا دروازہ کھلا ہے۔ وہ لوگ جو میری دعوت کے رد کرنے کے وقت قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے کھلے کھلے نشانوں سے منہ پھیرتے ہیں ان کو راستباز قرار دینا صرف اس شخص کا کام ہے جس کا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے۔" (مرزا صاحب کا خط ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب کے نام)

جناب مرزا صاحب نے صاف اور غیر مبہم الفاظ میں اعلان کر دیا ہے کہ دنیا کے وہ تمام مسلمان جن کو میری دعوت پہنچ گئی ہے۔ اور انہوں نے میری بیعت نہیں کی وہ مسلمان نہیں ہیں۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُن سے مواخذہ کریگا کہ تم نے مرزا صاحب کی مسیحیت اور نبوت کے سامنے اپنا سر کیوں نہیں جھکایا۔

تھا اپنے مریدوں کو عامۃ المسلمین سے متنفر کرنے کیلئے ساتھ ہی یہ بھی ارشاد فرما دیا ہے کہ جو مسلمان خدا کے کھلے کھلے نشانوں یعنی خود بدولت کے "معجزات" کا انکار کرتے ہیں

ان کو راستباز قرار دینا صرف اس شخص کا کام ہے جسکا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے
لاہوری احمدیو! دنیا کے اُن چالیس کروڑ مسلمانوں میں سے جو مرزا صاحب کے
معجزات اور نشانوں کو نہیں مانتے تم کسی کو راستباز سمجھتے ہو؟ جواب دینے سے پہلے
اپنے ظلی نبی کے فتوے کو دوبارہ پڑھ لینا۔

ایک شخص مرزا صاحب سے سوال کرتا ہے۔

"حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہلِ قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح
صحیح نہیں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ ان مومنوں کے جو آپکی تکفیر کرکے
کافر بن جائیں۔ صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا۔ لیکن عبد الحکیم خان
کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول
نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے
یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر
نہیں ہوتا۔ اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳)

اس سوال کا جواب مرزا صاحب نے ان الفاظ میں دیا ہے۔

(۲) "یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان
ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا
وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ خدا پر افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ یعنی بڑے کافر
دو ہی ہیں۔ ایک خدا پر افترا کرنے والا۔ دوسرا خدا کی کلام کی تکذیب کرنیوالا۔ پس جب
کہ میں نے ایک مکذّب کے نزدیک خدا پر افترا کیا ہے اس صورت میں نہ میں
صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اس پر پڑیگا۔
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے علاوہ اس کے جو مجھے نہیں
مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی

پیشگوئی موجود ہے"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

حاشیہ پر لکھا ہے۔

"جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دیکر مجھے کافر ٹھہراتا ہے اس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے"۔

مرزا صاحب کی اس عبارت سے ذیل کے نتائج نکلتے ہیں۔

(الف) مرزا صاحب کو کافر کہنے والے اور ان کے دعاوی کو نہ ماننے والے ایک ہی قسم کے لوگ ہیں اور دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

(ب) جو شخص مرزا صاحب کے دعاوی کو نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ ان کو مفتری قرار دیتا ہے۔

(ج) جو شخص مرزا صاحب کو نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔

(د) جو شخص مرزا صاحب کو نہیں مانتا وہ کافر ہے۔

میاں شمس الدین صاحب سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور کو مخاطب کرتے ہوئے مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(۱۲) "اور اگر میاں شمس الدین کہیں کہ پھر ان کے مناسب حال کونسی آیت ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ آیت مناسب حال ہے۔ کہ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال۔" (دافع البلاء صفحہ ۱۱)

اس عبارت میں مرزا صاحب نے صریح الفاظ میں اپنے منکر مسلمانوں کو کافر کہا ہے

مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں

(۱۳) "کفر دو قسم پر ہے ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اسکو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے۔ اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان

کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹)

اس عبارت کا مفہوم صاف ہے کہ مرزا صاحب کے منکر اسی قسم کے کافر ہیں جس قسم کے کافر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں کیونکہ یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔

لاہوری مرزائیو! یہ مت کہہ دینا کہ "یہاں حضرت مرزا صاحب نے اپنے مکذب کا ذکر کیا ہے" کیونکہ مرزا صاحب پہلے لکھ چکے ہیں کہ "جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دے کر مجھے کافر ٹھہراتا ہے" اور یہ بات بھی صحیح کہ جو مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت وغیرہ کا منکر ہوگا۔ وہ اسی وجہ سے انکار کرے گا کہ وہ ان کو جھوٹا سمجھتا ہے۔

مرزا صاحب پر الہام نازل ہوتا ہے۔

(۵) "قَالُوْا اِنَّ التَّفْسِیْرَ لَیْسَ بِشَیْءٍ" (البشریٰ جلد دوم ص ۹۶)

(ترجمہ) "انہوں نے کہا کہ تفسیر (مراد تفسیر سورۃ فاتحہ مندرجہ اعجاز مسیح) کچھ چیز نہیں" (تشریح) اس الہام میں خدا تعالیٰ نے کفار مولویوں کا مقولہ بیان کیا ہے" مرزا صاحب کے اس الہام سے معلوم ہوا کہ جن علماء نے کہہ دیا کہ مرزا صاحب کی سورۃ فاتحہ کی تفسیر کچھ چیز نہیں وہ کفار مولوی ہیں۔

مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

(۶) اور خدا تعالیٰ نے میری سچائی کو ثابت کرنے کے لئے اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے اور محض افتراء کے طور پر ناحق کے اعتراض کر دیتے ہیں"

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷)

کرشن قادیانی کے چیلو! سُن لیا! تمہارے رودر گوپال کیا کہتے ہیں! پہلے تو اپنے منکر مسلمانوں کو کافر کہنے پر ہی اکتفا کیا تھا۔ لیکن اس عبارت میں فرما دیا کہ خدا نے مجھے ہزارہا نشان یا معجزات عطا کئے ہیں اور جو لوگ ان معجزات کو نہیں مانتے وہ **شیطان** ہیں۔

ان حوالجات سے ظاہر ہو چکا ہے کہ مرزا صاحب اپنے منکر مسلمانوں کو کافر دو شیطان کہتے تھے۔ اب لاہوری مرزائیوں کے خلیفۂ اول مولوی نور الدین صاحب فرماتے ہیں۔

(۷) اسم او اسم مبارک ابن مریم ہے ہند — آن غلام احمد است و میرزائے قادیان
گر کسے آرد شکے در شان او آن کافر است — جائے او باشد جہنم بیشک و ریب و گمان

(الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۸ء منقول از عشرہ کاملہ)

لاہوری مرزائیو! ۱۷ اگست ۱۹۰۸ء کو جب یہ نظم اخبار الحکم میں شائع ہوئی تھی۔ اسوقت تم نے اس کے خلاف آواز کیوں نہ بلند کی؟ ہاں اجتناب کرتے ہی کس طرح مولوی نور الدین کا ابھی سچہ سر پر موجود تھا اور تم اسوقت خود بھی اسی عقیدے پر ایمان رکھتے تھے۔

## مرزا صاحب کا مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا فتویٰ

مرزا صاحب آنجہانی اپنے نہ ماننے والے اور مخالف مسلمانوں کو کافر اور جہنمی سمجھتے تھے۔ اس لئے اسکا لازمی نتیجہ تھا کہ وہ مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا فتویٰ بھی دے دیتے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے ایسا ہی کیا۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں۔

(۱) "اس کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص اُن کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفّر اور مکذب یا متردد کے پیچھے

نماز پڑھو بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ اما مکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہو گا۔ تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوٰی اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔ پس تم ایسا ہی کرو کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو۔ اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازع کا فیصلہ مجھ سے چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا اسلئے آسمان پر اسکی عزت نہیں۔" (اربعین ۳ ص ۲۸ حاشیہ)

مرزا صاحب کی اس عبارت سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

(الف) مرزا صاحب کا جو مرید کسی مسلمان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ ایسے فعل کا مرتکب ہوتا ہے۔ جو قطعی حرام ہے۔

(ب) مرزائیوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ مسلمانوں سے قطعی طور سے الگ رہیں

(ج) جو مرزائی ایسا نہیں کرتا اس پر خدا کا الزام ہے اور اسکے عمل حبط ہو جائیں گے۔

(د) جو شخص مرزا صاحب کا دل سے معتقد ہے وہ ان کے اس فیصلے اور دوسرے تمام فیصلوں کو مانتا ہے۔ اور ہر تنازع میں مرزا صاحب کو حکم ٹھہراتا ہے۔

(ہ) جو شخص مرزا صاحب کا مرید ہو کے یا جو ان کے کسی فیصلہ کو نہیں مانتا اسکی آسمان پر عزت نہیں۔

ایک دفعہ مرزا صاحب نے اپنی مفتیانہ شان کا ان الفاظ میں مظاہرہ کیا تھا۔

(۲) حج میں بھی آدمی یہ التزام کر سکتا ہے کہ اپنے جلئے قیام پر نماز پڑھ لیوے اور کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے بعض آئمہ دین سالہا سال مکہ میں رہے لیکن چونکہ وہاں کے لوگوں کی حالت تقوٰی سے گری ہوئی تھی اس لئے کسی کے پیچھے نماز

پڑھنا گوارا نہ کیا۔ اور گھر میں پڑھتے رہے"۔ (فتاوٰی احمدیہ صـ۲۱)

مرزا صاحب نے صرف اتنا ہی نہیں لکھا کہ میرے مریدوں پر حرام اور قطعی حرام ہے کہ وہ کسی مسلمان کے پیچھے نماز پڑھیں بلکہ یہاں تک کہہ دیا۔ کہ میرا جو مرید کسی مسلمان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ کوئی مرزائی اُس کے پیچھے نماز نہ پڑھے جیسا کہ ایک شخص کے سوال پر مرزا صاحب نے جواب دیا۔

(۳) "جو احمدی ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے جب تک توبہ نہ کرے ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو" (فتاوٰی احمدیہ صـ۲۶)

**لاہوری احمدیو!** مرزا صاحب کے ان احکامات پر عمل کرنا تمہارے لئے فرض ہے یا نہیں؟ اربعین کی مندرجہ بالا عبارت پڑھ کر جواب دینا۔

# مرزا صاحب کی پیشگوئیاں

مرزا صاحب کے دعاوی کو پرکھنے کے لئے کسی علمی بحث کی ضرورت نہیں مرزا صاحب نے اپنی صداقت جانچنے کیلئے علمی باریکیوں، منطقی الجھنوں، فلسفیانہ دلائل اور صرفی و نحوی نکات سے ہمیں بے نیاز کر دیا ہے۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں۔

(الف) "ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۸)

(ب) "سو پیشگوئیاں کوئی معمولی بات نہیں کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں۔ سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیشگوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے" (شہادت القرآن ص۶۵)

(ج) "ومن این (پیشگوئی) را برائے صدق خود یا کذب خود معیار می گردانم" (انجام آتھم ص۲۲۳)

مرزا صاحب کی ان تحریرات نے فیصلہ کر دیا کہ ان کی صداقت و بطالت کی شناخت کا سب سے بڑا معیار ان کی پیشگوئیاں ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب ہر تصنیف میں اپنے نشانات، کرامات اور معجزات کے بے سرے راگ ہمیشہ ہی الاپتے رہے اور یہاں تک لکھ دیا کہ میرے نشانات اور معجزات سے ہزار نبیوں کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر مرزا صاحب کی تمام تصنیفات ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک پڑھ لی جائیں تو سوائے فٹ بال کی طرح گول مول اور انٹ سنٹ پیشگوئیوں کے اور کوئی نشان کرامت یا معجزہ نظر نہیں آتا اور ان پیشگوئیوں کے الفاظ بھی موم کی ناک کی طرح ہیں جدھر چاہو الٹ پھیر کر دو اور جب تک انہیں تاویلات کے شکنجہ میں نہ جکڑ دیا جائے وہ کسی واقعہ پر چسپاں نہیں ہو سکتے ہماری تحقیقات کا نتیجہ ہے کہ مرزا صاحب کی کوئی متحدیانہ

پیشگوئی پوری نہیں ہوئی بلکہ جتنی تحدی سے کوئی پیشگوئی کی گئی اتنی ہی صراحت سے وہ غلط نکلی۔ بالفرض اگر مرزا صاحب کے بیان کردہ ہزاروں "الہامات" میں سے چند پیشگوئیاں اپنی تاویلات باطلہ کی رو سے لوگوں کی نظروں میں صحیح کر دکھائیں تو بھی وہ مرزا صاحب کی صداقت کی دلیل نہیں ہو سکتیں کیونکہ مرزا صاحب نے خود تحریر فرمایا ہے۔

"بعض فاسقوں اور غایت درجہ کے بدکار ان کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں۔ بلکہ بعض پرلے درجہ کے بدمعاش اور شریر آدمی اپنے ایسے مکاشفات بیان کیا کرتے ہیں کہ آخر وہ سچے نکلتے ہیں بلکہ میں یہاں تک مانتا ہوں کہ تجربہ میں آچکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کی فاسقہ عورت جو کنجریوں کے گروہ میں سے ہے جس کی تمام جوانی بدکاری میں ہی گذری ہے کبھی سچی خواب دیکھ لیتی ہے اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جب وہ بادہ بسر و آشنا ببر کا مصداق ہوتی ہے۔ کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچی نکلتی ہے۔" (توضیح مرام ص۸۳ و ص۸۴)

جب پرلے درجے کے بدمعاشوں، بدکاروں اور رنڈیوں تک کی چند پیشگوئیاں اور خواب سچے نکل آتے ہیں تو اگر بالفرض مرزا صاحب کی ایک آدھ گول مول پیشگوئی سچی ثابت ہو جائے تو ان کے لئے باعث فخر نہیں لیکن مرزا صاحب کو اپنی پیشگوئیوں کے سچا ہونے پر بڑا ناز ہے۔

مرزا صاحب نے اپنی پیشگوئیوں کی تعداد ہزاروں بلکہ لاکھوں[1] تک لکھی ہے۔ ان سب کو غلط ثابت کرنے کے لئے ایک ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے مگر اس مختصر رسالہ میں زیادہ لکھنے کی گنجائش نہیں۔ اس لئے میں ناظرین کے سامنے چند معرکۃ الآرا اور متحدیانہ پیشگوئیاں پیش کرتا ہوں جنہیں مرزا صاحب نے بڑے طمطراق سے شائع کیا۔ اور انہیں خاص طور پر اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیا۔

(1) تیر نشان دس لاکھ تک پہنچے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص۶۷) میرے تقریباً دس لاکھ نشان ہیں۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۶)

# پہلی پیشگوئی متعلقہ منکوحہ آسمانی

(الف) مرزا صاحب کی آسمانی منکوحہ (محمدی بیگم) مرزا صاحب کی حقیقی چچازاد بہن کی دختر تھی۔

(ب) مرزا صاحب کے ماموں زاد بھائی کی لڑکی تھی۔

(ج) مرزا صاحب کی زوجہ اوّل کے چچازاد بھائی کی بیٹی تھی۔

(د) مرزا صاحب کے بیٹے فضل احمد کی بیوی کی ماموں زاد بہن تھی۔

ان نسبی تعلقات سے پتہ چلتا ہے کہ محمدی بیگم مرزا صاحب کے قریبی رشتہ میں سے تھی۔ پیغام نکاح کے وقت ان کی عمریں حسب ذیل تھیں مرزا صاحب خود تحریر فرماتے ہیں۔

"هٰذِهِ الْمَخْطُوْبَةُ جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ عَذْرَاءُ وَكُنْتُ حِيْنَئِذٍ جَاوَزْتُ الْخَمْسِيْنَ ترجمہ یہ لڑکی ابھی چھوکری ہے اور میری عمر اس وقت پچاس سال سے زیادہ ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۴)

آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۹ تا ص۵۷۴ کے مطالعہ سے مرزا صاحب کے دل میں تحریک نکاح پیدا ہونے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسمی احمد بیگ والد محمدی بیگم نے چاہا کہ اپنی ہمشیرہ کی زمین کا بذریعہ ہبہ مالک بنجائے جسکا خاوند کئی سال سے مفقود الخبر تھا۔ چونکہ اس اراضی کے ہبہ کرانے میں مرزا صاحب کی رضامندی کی بھی ضرورت تھی اس لئے احمد بیگ کی بیوی نے مرزا صاحب کے پاس جاکر کہا کہ آپ اس ہبہ پر رضامند ہوجائیں مرزا صاحب نے بات کو استخارہ کرنے کے بہانہ سے ٹال دیا پھر خود احمد بیگ مرزا صاحب کے پاس آیا۔ اور اُسنے نہایت عاجزی سے التجا کی بقول مرزا صاحب وہ زار زار روتا تھا کانپتا تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ اسکا یہ غم اُسے ہلاک کردیگا۔ مرزا صاحب نے اُسے کہا کہ میں استخارہ کرنے کے بعد تمہاری مدد کرونگا۔ چنانچہ مرزا صاحب استخارہ کرنے کیلئے اپنے حجرہ میں گئے تو مرزا صاحب کو الہام ہوا۔

(۱) "فاوحی اللہ الیّ ان اخطب صبیۃ الکبیرۃ لنفسک وقل لہ لیصاھرک اولاً ثم لیقتبس من قبسک وقل انی امرت لاھبک ما طلبت من الارض وارضاً اخریٰ معھا واحسن الیک باحسانات اخریٰ علی ان تنکحنی احدی بناتک التی ھی کبیرتھا وذلک بینی وبینک فان قبلت فستجدنی من المتقبلین۔ وان لم تقبل فاعلم ان اللہ قد اخبرنی ان انکاحھا رجلاً اخر لا یبارک لھا ولا لک فان لم تزدجر فیصب علیک مصائب واٰخر المصائب موتک فتموت بعد النکاح الی ثلث سنین بل موتک قریب یرد علیک وانت من الغافلین وکذالک یموت بعلھا الذی یصیر زوجھا الی حولین وستۃ اشھر قضاءً من اللہ فاصنع ما انت صانعہ وانی لک لمن الناصحین فعبس وتولّی وکان من المعرضین۔" ترجمہ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (احمد بیگ) کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے درخواست کر اور اس سے کہدے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور پھر تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہدے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنیکا حکم مل گیا ہے جس کے تم خواہشمند ہو بلکہ اس کے علاوہ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ تم اپنی بڑی لڑکی کا مجھ سے نکاح کر دو۔ میرے اور تمہارے درمیان یہی عہد ہے تم مان لوگے تو میں بھی تسلیم کر لوں گا۔ اگر تم قبول نہ کرو گے تو خبردار رہو مجھے خدا نے یہ تبلا دیا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے اس صورت میں تم پر مصائب نازل ہونگے۔ جن کا نتیجہ تمہاری موت ہوگا۔ پس تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مر جاؤ گے۔ بلکہ تمہاری موت قریب ہے اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر بھی اڑھائی سال کے اندر مر جائیگا یہ اللہ کا حکم ہے پس جو کرنا ہے کر لو۔ میں نے تم کو نصیحت کر دی ہے پس وہ تیوری چڑھا کر چلا گیا۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۲ تا ۵۷۳)

اس کے چلے جانے کے بعد مرزا صاحب نے بقول اُن کے اُسے ایک خط خدا کے حکم سے لکھا جس میں منت سماجت بھی کی گئی اور انواع و اقسام کے لالچ بھی دئے گئے مگر مرزا احمد بیگ پر اس خط کا بھی کوئی اثر نہ ہُوا بلکہ اُسنے اس خط کو عیسائی اخبار نور افشاں میں شائع کرا دیا۔ اسپر "کرشن قادیانی" نے ایک اشتہار شائع کیا جس کے خاص خاص فقرات درج ذیل ہیں۔

(۲) "اس خدائے قادر مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (احمد بیگ) کی دختر کلان کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہدے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط پر کیا جائیگا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا۔ اور اُن تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی بُرا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائیگی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائیگا اور اُن کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی۔ اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔

پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کیلئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہُوا کہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جسکی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک مانع دُور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائیگا۔ اور بے دینوں کو مسلمان بنا دے گا۔ اور گمراہوں میں ہدایت پھیلائے گا۔ چنانچہ عربی الہام اس بارہ میں یہ ہے۔ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا بِھَا یَسْتَھْزِءُوْنَ فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَیَرُدُّھَا اِلَیْکَ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔ اَنْتَ مَعِیَ وَاَنَا مَعَکَ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (ترجمہ) انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے ........................

سو خدا تعالیٰ اُن سب کے تدارک کیلئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائیگا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہ ہو جاتا ہے تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں اور عنقریب وہ مقام تجھے ملیگا جس میں تیری تعریف کیجائیگی یعنی گو اول میں احمق اور نادان لوگ بد باطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں۔ اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں۔ لیکن آخرکار خدا تعالیٰ کی مدد دیکھکر شرمندہ ہونگے۔ اور سچائی کھلنے سے چاروں طرف تعریف ہوگی۔ (اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء)

اس اشتہار کا مضمون واضح اور صاف ہے مزید تشریح یا حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں مرزا صاحب نے بغیر کسی شرط کے کھلے اور غیر مبہم الفاظ میں اعلان کر دیا ہے کہ محمدی بیگم کا نکاح میرے سوا اور کسی سے کر دیا گیا۔ تو احمد بیگ والد محمدی بیگم اور اسکا داماد دونوں تاریخ نکاح سے تین اور اڑھائی سال تک فوت ہو جائیں گے اور خدا تعالیٰ ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد محمدی بیگم کو میرے نکاح میں لائے گا۔

اس کے بعد مرزا صاحب نے اپنے اس آسمانی نکاح کے متعلق جو الہامات یا تحریریں شائع کیں اُن کے ضروری اقتباسات درج ذیل ہیں۔

(۳) "عرصہ قریباً تین برس کا ہُوا ہے کہ بعض تحریکات کی وجہ سے جن کا مفصل ذکر اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے خدا تعالیٰ نے پیشگوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا۔ کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔ اور وہ لوگ بہت عداوت کرینگے۔ اور بہت مانع آئیں گے اور کوشش کرینگے کہ ایسا نہ ہو لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا۔ اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے اور ہر ایک

روک کو درمیان سے اٹھا دیگا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا کوئی نہیں جو اسکو روک سکے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کا مفصل بیان مع اس کی میعاد خاص اور اسکے اوقات مقررشدہ کے اور مع اُسکے ان تمام لوازم کے جنہوں نے انسان کی طاقت سے اسکو باہر کر دیا۔ اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۸ء میں مندرج ہے اور وہ اشتہار عام طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے جس کی نسبت آریوں کے بعض منصف مزاج لوگوں نے بھی شہادت دی کہ اگر یہ پیشگوئی پوری ہو جائے تو بلا شبہ یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ اور یہ پیشگوئی ایک سخت مخالف قوم کے مقابل پر ہے جنہوں نے گویا دشمنی اور عناد کی تلواریں کھینچی ہوئی ہیں۔ اور ہر ایک کو جوان کے حال سے خبر ہوگی وہ اس پیشگوئی کی عظمت خوب سمجھتا ہوگا ہم نے اس پیشگوئی کو اسجگہ مفصل نہیں لکھا تا بار بار کسی متعلق پیشگوئی کی دل شکنی نہ ہو۔ لیکن جو شخص اشتہار پڑھیگا وہ گو کیسا ہی متعصب ہوگا۔ اسکو اقرار کرنا پڑیگا کہ مضمون اس پیشگوئی کا انسان کی قدرت سے بالاتر ہے۔ اور اس بات کا جواب بھی کامل اور مسکت طور پر اسی اشتہار پر سے ملیگا۔ کہ خداوند تعالیٰ نے کیوں یہ پیشگوئی بیان فرمائی۔ اور اس میں کیا مصالح ہیں۔ اور کیوں اور کس دلیل سے یہ انسانی طاقتوں سے بلند تر ہے۔

اب اسجگہ مطلب یہ ہے کہ جب یہ پیشگوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی (جیسا کہ اب تک بھی جو ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء ہے پوری نہیں ہوئی) تو اسکے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی یہانتک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی بلکہ موت کو سامنے دیکھکر وصیت بھی کر دی گئی۔ اسوقت گویا پیشگوئی آنکھوں کے سامنے آگئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے تب میں نے اس پیشگوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اسکے اور معنے ہونگے جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا الحق من ربک فلا تکونن من الممترین یعنی بات تیرے رب کی طرف سے سچ

ہے۔ تو کیوں شک کرتا ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۳۹۶ تا صفحہ ۳۹۸)

(۴) "اس عاجز نے ایک دینی خصومت پیش آجانے سے اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ ولد گاماں بیگ ہوشیارپوری کی دختر کلاں کی نسبت بحکم الہام الٰہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اسکو میری طرف لے آوے۔ (انتہی ملخصاً)

(اشتہار ۲ مئی ۱۸۹۱ء مطبوعہ حقانی پریس لدھیانہ)

(۵) میری اس پیشگوئی میں نہ ایک بلکہ چھ دعوے ہیں اول نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا دوم نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا سوم پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا چہارم اسکے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مر جانا پنجم اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کر دوں اس لڑکی کا زندہ رہنا ششم پھر آخر یہ کہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا اب آپ ایماناً کہیں کہ یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں اور ذرہ اپنے دل کو تھام کر سوچ لیں کہ کیا ایسی پیشگوئی سچے ہو جانے کی حالت میں انسان کا فعل ہو سکتی ہے" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۲۵)

(۶) "وہ پیشگوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اس کے اجزاء یہ ہیں (۱) کہ مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔ (۲) اور پھر داماد اسکا جو اسکی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔ (۳) اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو۔ (۴) اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو۔ (۵) اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو۔ (۶) اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو

جاوے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں"

(شہادت القرآن ص ۶۵)

(۷) "میں بار بار دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر و علیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا۔ اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں۔ تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر" (اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ)

(۸) "نفس پیشگوئی اس عورت (محمدی بیگم) کا اس عاجز کے نکاح میں آنا تقدیر[1] مبرم ہے۔ جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ کیونکہ اسکے متعلق الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے۔ لا تبدیل لکلمات اللہ یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلیگی پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے"۔ (اشتہار ۶ اکتوبر ۱۸۹۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۳ ص ۱۱۵)

(۹) دَعَوْتُ رَبِّیْ بِالتَّضَرُّعِ وَالْاِبْتِهَالِ وَمَدَدْتُ اِلَیْهِ اَیْدِی السُّؤَالِ فَاَلْهَمَنِیْ رَبِّیْ وَقَالَ سَاُرِیْهِمْ اٰیَةً مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَخْبَرَنِیْ وَقَالَ اِنَّنِیْ سَاَجْعَلُ بِنْتًا مِّنْ بَنَاتِهِمْ اٰیَةً لَّهُمْ فَسَمَّاهَا وَقَالَ اِنَّهَا سَیُجْعَلُ ثَیِّبَةً وَّیَمُوْتُ بَعْلُهَا وَاَبُوْهَا اِلٰی ثَلٰثِ سَنَةٍ مِّنْ یَّوْمِ النِّکَاحِ ثُمَّ نَرُدُّهَا اِلَیْکَ بَعْدَ مَوْتِهِمَا وَلَا یَکُوْنُ اَحَدُهُمَا مِنَ الْعَاصِمِیْنَ وَقَالَ اِنَّا رَادُّوْهَا اِلَیْکَ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰهِ اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۔ (کرامات الصادقین سرورق صفحہ آخر) ترجمہ میں (مرزا) نے بڑی عاجزی سے خدا سے دعا کی تو اس نے مجھے الہام کیا کہ میں ان (تیرے خاندان کے) لوگوں کو ان ہی سے ایک نشانی دکھاؤں گا خدا تعالیٰ نے ایک لڑکی (محمدی بیگم) کا نام لیکر فرمایا کہ وہ بیوہ کی جائیگی اور اسکا خاوند اور باپ یوم نکاح سے تین سال

[1] مرزا صاحب نے دوسری جگہ بھی تقدیر مبرم کے یہی معنی کئے ہیں کہ جو تبدیل نہ ہو سکے جیسا کہ فرماتے ہیں "گویا اسکا یہ مطلب ہے کہ آپ تقدیر مبرم ہے اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی" (البشریٰ جلد دوم ص ۸۱)

تک فوت ہو جائیں گے پھر ہم اس لڑکی کو تیری طرف لائیں گے اور کوئی اسکو روک نہ سکیگا اور فرمایا میں اسے تیری طرف واپس لاؤں گا خدا کے کلام میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اور تیرا خدا جو چاہتا ہے کر دیتا ہے "

(١٠) كذبوا بآياتي وكانوا بها يستهزءون فسيكفيكهم الله ويردها اليك امر من لدنا انا كنا فاعلين زوجناكها الحق من ربك فلا تكونن من الممترين لا تبديل لكلمات الله ان ربك فعال لما يريد انا رادوها اليك ترجمہ انہوں نے میرے نشانوں کی تکذیب کی اور ٹھٹھا۔ سو خدا ان کے لئے تجھے کفایت کرے گا۔ اور عورت کو تیری طرف واپس لائیگا۔ یہ ہماری طرف سے ہے اور ہم ہی کرنے والے ہیں بعد واپسی کے ہم نے نکاح کر دیا۔ تیرے رب کی طرف سے سچ ہے پس تو شک کرنے والوں سے مت ہو۔ خدا کے کلمے بدلا نہیں کرتے تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے وہ بالضرور اسکو کر دیتا ہے۔ کوئی نہیں جو اسکو روک سکے ہم اسکو واپس لانیوالے ہیں۔ (انجام آتھم صفحہ ٦٠ و ٦١)

گفت این مردم مکذب آیات من ہستند و بدانہا استہزاء می کنند پس من ایشانرا نشانے خواہم نمود و برائے تو ایں ہمہ را کفایت خواہم شد و آن زن را کہ زن احمد بیگ را دختر است باز بسوئے تو واپس خواہم آورد یعنی چونکہ او از قبیلہ بباعث نکاح اجنبی بیرون شدہ باز بتقریب نکاح تو بسوئے قبیلہ رد کردہ خواہد شد در کلمات خدا و وعدہ ہائے او ہیچ کس تبدیل نتواند کرد و خدائے تو ہر چہ خواہد آن امر بہر حالت شدنی است ممکن نیست کہ در معرض التواء باند۔ پس خدا تعالیٰ بلفظ فسیکفیکہم اللہ سوئے این امر اشارہ کرد کہ او دختر احمد بیگ را بعد میرانیدن مانعان بسوئے من واپس خواہد کرد۔ و اصل مقصود میرانیدن بود و تو میدانی کہ ملاک این امر میرانیدن است و بس (انجام آتھم صفحہ ٢١٦) ترجمہ۔ خدا نے فرمایا کہ یہ لوگ میری

نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں اور ان سے ٹھٹھا کرتے ہیں پس میں ان کو ایک نشان دونگا اور تیرے لئے ان سب کو کافی ہونگا اور اس عورت کو جو احمد بیگ کی عورت کی بیٹی ہے۔ پھر تیری طرف واپس لاؤنگا۔ یعنی چونکہ وہ ایک اجنبی کے ساتھ نکاح ہو جانے کے سبب سے قبیلہ سے باہر نکل گئی ہے۔ پھر تیرے نکاح کے ذریعہ سے قبیلہ میں داخل کی جائیگی خدا کی باتوں اور اس کے وعدوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اور تیرا خدا جو کچھ چاہتا ہے وہ کام ہر حالت میں ہو جاتا ہے۔ ممکن نہیں کہ معرض التوا میں رہے۔ پس اللہ تعالٰی نے لفظ فسیکفیکہم اللہ کے ساتھ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ وہ احمد بیگ کی لڑکی کو روکنے والوں کو جان سے مار ڈالنے کے بعد میری طرف واپس لائیگا۔ اور اصل مقصود جان سے مار ڈالنا تھا اور تو جانتا ہے کہ ہلاک اس امر کا جان سے مار ڈالنا ہے اور بس۔

(۱۲) "براہین احمدیہ میں بھی اسوقت سے سترہ برس پہلے اس پیشگوئی کیطرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو اسوقت میرے پر کھولا گیا ہے۔ اور وہ یہ الہام ہے جو براہین کے صفحہ ۴۹۶ میں مذکور ہے یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ۔ یا احمد اسکن انت و زوجک الجنۃ اسجگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم یہ وہ ابتدائی نام ہے جبکہ خدا تعالٰی نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا اسوقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا پھر دوسری زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا کیونکہ اسوقت مبارک اولاد دی گئی جسکو مسیح سے مشابہت ملی اور نیز اسوقت مریم کی طرح کئی ابتلا پیش آئے جیسا کہ مریم کو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش کے وقت یہودیوں کی بدباطنیوں کا ابتلا پیش آیا۔ اور تیسری زوجہ جس کی انتظار ہے۔ اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل

لطیفہ: شب وعدہ کسی کی انتظاری کیا قیامت ہے
کھٹکتی خار بن کر ہے جہنگ پھولوں کے بستر کی (داغ)

کیا گیا اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اسوقت[۱] حمد اور تعریف
ہوگی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیشگوئی ہے۔ جس کا سر اسوقت خدا تعالیٰ نے مجھ
پر کھول دیا غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ مختلف نام کے ساتھ جو بیان
کیا گیا ہے۔ وہ اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ تھا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳)

(۱۳) "اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہوئی ہے کہ **یتزوج ویولد لہ** یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا۔ اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا۔ اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳)

(۱۴) "احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیشگوئی ہے وہ اشتہار میں درج ہے اور ایک مشہور امر ہے وہ امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے۔ جو خط بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں درج ہے وہ میرا ہے اور سچ ہے وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا[۲] جیسا کہ پیشگوئی میں درج ہے وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اسی عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں۔ **بلکہ خدا کی طرف سے ہیں۔**

۱؎ اگر محمدی بیگم کا نکاح مرزا صاحب سے ہو جاتا تو مرزا صاحب کی حمد اور تعریف ہوتی۔ وہ حمد ہوتی تو نکاح نہ ہونے سے مرزا صاحب کی رسوائی ذلت ہوئی یا نہیں؟ (اختر) ۲؎ مرزا صاحب محمدی بیگم کیساتھ نکاح ہو جانے کو اپنے مسیح موعود ہونیکا نشان قرار دیتے ہیں چونکہ مرزا صاحب کا یہ نکاح نہیں ہوا اسلئے مرزا صاحب بقول خود مسیح موعود نہ ہوئے

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا۔ (اختر)

ہنسی کی گئی ہے ایک وقت آتا ہے کہ عجیب اثر پڑیگا۔ اور سب کے ندامت سے سر نیچے ہونگے پیشگوئی کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی پیشگوئی تھی۔ کہ وہ اس کے ساتھ بیاہی جاوے گی۔ اس لڑکی کے باپ کے مرنے اور خاوند کے مرنے کی پیشگوئی شرطی تھی اور شرط توبہ اور رجوع الی اللہ کی تھی۔ لڑکی کے باپ نے توبہ نہ کی اسلئے وہ بیاہ کے بعد چھ مہینوں کے اندر مرگیا اور پیشگوئی کی دوسری جز پوری ہوگئی۔ اس کا خوف اسکے خاندان پر پڑا اور خصوصاً شوہر پر ؎ جو پیشگوئی کا ایک جز تھا۔ انہوں نے توبہ کی چنانچہ اس کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے خط بھی آئے۔ اس لئے خدا نے اسکو مہلت دی عورت اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں ہو کر رہیں گی۔" (اخبار الحکم ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء مرزا صاحب کا حلفیہ بیان عدالت ضلع گورداسپور میں)

**ناظرین!** مندرجہ بالا حوالجات خود ہی اپنی تشریح کر رہے ہیں کسی مزید وضاحت اور حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں مرزا صاحب نے الہامی اعلان کردیا تھا کہ محمدی بیگم کا باکرہ ہونے کی حالت میں میرے ساتھ نکاح ہوگا۔ اور اگر اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے کردیا گیا۔ تو اسکا خاوند روز نکاح سے اڑھائی سال تک فوت ہوجائیگا اور خدا تعالیٰ ہر ایک مانع کو دور کرنے کے بعد اسے میرے نکاح میں لائے گا۔ ازالہ اوہام۔ اشتہار ۱۸۹۱ء شہادت القرآن آئینہ کمالات اسلام۔ کرامات الصادقین سے جو حوالجات ہم نے نقل کئے ہیں۔ ان میں یہی ڈھنڈورا پیٹا گیا ہے کہ محمدی بیگم کا خاوند اڑھائی سال کے اندر فوت ہوجائیگا اور محمدی بیگم مرزا صاحب کے نکاح میں آجائیگی۔ اب ہمیں یہ بتانا ہے کہ مرزا سلطان محمد صاحب ساکن پٹی سے نکاح کب ہوا اور مرزا صاحب کے الہامی قول کے مطابق اس کی زندگی کی آخری تاریخ کونسی تھی اس کیلئے ہمیں بڑی تحقیقات کی

؎ یہ ہے مرزا صاحب کا منہ اور یہ ہوتے ”الحکم“ توبہ کی رشتہ داروں نے اور مہلت ملی سلطان محمد کو (راقم)

ضرورت نہیں مرزا صاحب خود تحریر فرماتے ہیں۔

"۷ر اپریل ۱۸۹۲ء کو اس لڑکی (محمدی بیگم) کا دوسری جگہ نکاح ہو گیا" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۸۰)

نکاح کی تاریخ معلوم ہو گئی اب وفات کے متعلق لکھتے ہیں

"پھر مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری کے داماد کی موت کی نسبت پیشگوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو ۱۶ر ستمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئی ہے" (شہادت القرآن صفحہ ۶۴)

مرزا صاحب کے ان دونو بیانات سے صاف پتہ چل گیا کہ ۲۱ر اگست ۱۸۹۴ء مرزا سلطان محمد صاحب کی زندگی کا آخری دن تھا مگر وہ آج ۲۱ر اپریل ۱۹۳۲ء تک بقید حیات موجود ہے۔ جب مرزا صاحب کی بیان کردہ اڑہائی سالہ میعاد گذر جانے کے بعد مرزا سلطان محمد زندہ رہے اور ہر طرف سے مرزا صاحب قادیانی پر اعتراضات کی بوچھاڑ ہوئی۔ تو مرزا صاحب نے اپنی ذلت و رسوائی پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک نیا ڈھکوسلہ گھڑ لیا جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے۔

"غرض احمد بیگ میعاد کے اندر فوت ہو گیا اور اس کا فوت ہونا اس کے داماد اور تمام عزیزوں کے لئے سخت غم و ہم کا موجب ہوا۔ چنانچہ ان لوگوں کی طرف سے توبہ اور رجوع کے خط اور پیغام بھی آئے۔ جیسا کہ ہم نے اشتہار ۶ر اکتوبر ۱۸۹۴ء میں جو غلطی سے ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء لکھا گیا ہے۔ مفصل ذکر کر دیا۔ پس اس دوسرے حصے یعنی احمد بیگ کے داماد کی وفات کے بارے میں سنت اللہ کے موافق تاخیر ڈال دی گئی" (اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ)

اس عبارت اور اسی طرح کے دوسرے حوالوں میں مرزا صاحب نے حق کو چھپانے اور اپنی رسوائی پر پردہ ڈالنے کی انتہائی کوشش کی۔ اور غلط بیانی سے کام لیا جیسا کہ لکھا ہے۔

"رہا داماد اس کا (احمد بیگ کا) سو وہ اپنے رفیق اور خسر کی موت کے حادثے

اسقدر خوف سے بھر گیا تھا کہ گویا قبل از موت مر گیا" (انجام آتھم صفحہ ۲۹ حاشیہ)

مرزا صاحب نے سیاہ جھوٹ لکھا ہے۔ کہ مرزا سلطان محمد ڈر گیا تھا۔ اگر مرزا صاحب یا مرزائیوں میں ہمت ہوتی تو مرزا سلطان محمد کی کوئی تحریر پیش کرتے ہم ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کرتے ہیں۔ کہ مرزا سلطان محمد صاحب نے مرزا صاحب کی پیشگوئی سے ذرہ بھر خوف نہیں کیا اتنی دلیری اور اولوالعزمی دکھائی کہ مرزا صاحب کو بھی مجبور ہو کر لکھنا پڑا۔

"احمد بیگ کے داماد کا یہ قصور تھا کہ اُسنے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اسکی پرواہ نہ کی خط پر خط بھیجے گئے۔ ان سے کچھ نہ ڈرا۔ پیغام بھیجکر سمجھایا گیا کسی نے اسطرف ذرا التفات نہ کی۔ اور احمد بیگ سے ترک تعلق نہ چاہا بلکہ وہ سب گستاخی اور استہزاء میں شریک ہوئے سو یہی قصور تھا کہ پیش گوئی کو سُنکر پھر ناطہ کرنے پر راضی ہوئے" (اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ)

مرزا صاحب کی اس عبارت نے دو باتوں کا قطعی فیصلہ کر دیا۔ ایک یہ کہ مرزا سلطان محمد ہرگز نہیں ڈرا۔ اور دوسرے یہ کہ مرزا سلطان محمد کا اسی قصور یہ تھا کہ وہ مرزا صاحب کی پیشگوئی کو سُنکر بھی محمدی بیگم کے ساتھ ناطہ کرنے پر راضی ہو گیا پس مرزا سلطان محمد کی توبہ اور رجوع اسی صورت میں ہو سکتے تھے کہ وہ مرزا صاحب کی پیشگوئی کو پورا کرنے میں ان کا ممد و معاون ہو جاتا لیکن بقول مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری وہ مرزا صاحب کے سینہ پر مونگ دلتا رہا۔ اور مرزا صاحب کی پیشگوئی کی وجہ سے نہ ڈرا نہ توبہ کی جیسا کہ اُس نے خود لکھا ہے:۔

"جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو میری موت کی پیشگوئی فرمائی تھی میں نے اس میں ان کی تصدیق کبھی نہیں کی نہ میں اس پیشگوئی سے کبھی ڈرا۔ میں ہمیشہ سے اور اب بھی اپنے بزرگان اسلام کا پیرو رہا ہوں۔

۳ مارچ ۱۹۲۳ء دستخط مرزا سلطان محمد پٹی۔ (از اخبار اہلحدیث ۱۴ مارچ ۱۹۲۳ء)

مرزا صاحب کے بیان اور مرزا سلطان محمد کی اپنی تحریر سے ثابت ہو گیا کہ

سلطان محمد ہرگز نہیں ڈرا اور نہ اُس نے مرزا صاحب کی تصدیق کی ان حقائق کی موجودگی میں مرزا صاحب کا یہ لکھنا کہ سلطان محمد ڈر گیا جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے

اب ہم مرزا صاحب کی تحریرات پیش کرتے ہیں کہ اگر سلطان محمد ڈرتا بھی تو اسکو مفید نہ ہوتا کیونکہ اس کی موت تقدیر مبرم تھی۔ مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

(الف) میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو۔ اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی۔ اور میری موت آجائیگی۔ اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ اسے ضرور پورا کریگا" (انجام آتھم ۳۱ حاشیہ)

(ب) شاتان تذبحان، وکل من علیہا فان ولا تھنوا ولا تحزنوا الم تعلم ان اللہ علے کل شئی قدیر" براہین احمدیہ میں آج سے سترہ برس پہلے یہ پیشگوئی شائع ہوچکی ہے یعنی دو بکریاں ذبح کی جائینگی پہلی بکری سے مراد (مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری ہے۔ اور دوسری بکری سے مراد اسکا داماد (سلطان محمد) ہے۔ اور پھر فرمایا کہ تم سست مت ہو۔ اور غم مت کرو۔ کیونکہ ایسا ہی ظہور میں آئیگا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے"

(ضمیمہ انجام آتھم ۵۵ تا ۵۷)

(ج) یاد رکھو کہ اس پیشگوئی کی دوسری جز[1] پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہرونگا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افترا نہیں یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا اسکی سنتوں اور طریقوں کا تم میں علم نہیں رہا۔ اس لئے تمہیں یہ ابتلاء پیش آیا"

(ضمیمہ انجام آتھم ۵۴)

(د) " اس پیشگوئی کا دوسرا حصہ جو اس کے داماد کی موت ہے وہ الہامی شرط

---

[1] دوسری جز سے مراد سلطان محمد شوہر محمدی بیگم کی وفات ہے (اختر) اسلئے مرزائیو! جواب دو کہ دوسری جز کے پورا نہ ہونے سے مرزا صاحب آنجہانی بقول خود کیا ہوئے؟ ع ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی (اختر)

کی وجہ سے دوسرے وقت پر جا پڑا اور داماد اسکا الہامی شرط سے اسی طرح متمتع ہُوا جیساکہ آتھم ہُوا۔ کیونکہ احمد بیگ کی موت کے بعد اُس کے وارثوں میں سخت مصیبت برپا ہوئی۔ سو ضرور تھا کہ وہ الہامی شرط سے فائدہ اٹھالے اور اگر کوئی بھی خرطانہ ہوتی تاہم وعید میں سنت اللہ یہی تھی۔ جیساکہ یونس کے دنوں میں ہُوا پس اُسکا داماد تمام کنبہ کے خوف کی وجہ سے اوراں کے توبہ اور رجوع کے باعث سے اس وقت فوت نہ ہُوا۔ مگر یاد رکھو کہ خدا کے فرمودہ میں تخلف نہیں اور انجام وہی ہے جو ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں خدا کا وعدہ ہرگز ٹل نہیں سکتا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۳)

ناظرین! عبارات بالا میں مرزا صاحب نے کس بلند آہنگی اور شد و مد سے مرزا سلطان محمد کی موت کا اعلان کیا اسکی موت کو تقدیر مبرم اور اٹل قرار دیا اور اقرار کیا کہ اگر پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ تو میں جھوٹا اور ہر ایک بد سے بدتر ٹھہرونگا۔ **نتیجہ** صاف ہے مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اگلے جہان کی طرف لڑھک گئے اور مرزا سلطان محمد اپریل ۱۹۳۲ء تک زندہ ہے۔

ناظرین! مرزا صاحب نے ۱۸۸۸ء میں بقول خود خدا تعالیٰ سے خبر پا کر اور اسکی اجازت سے محمدی بیگم کے نکاح کا اشتہار دیا اس کے بعد اس آسمانی نکاح کے متعلق بارش کی طرح مرزا صاحب پر نابڑ توڑ الہامات برستے رہے جنکا تھوڑا سا نمونہ ہم گذشتہ صفحات میں درج کر چکے ہیں۔ ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب کے دل میں یقین کامل تھا کہ محمدی بیگم ان کے نکاح میں ضرور آئیگی یہاں تک کہ جون ۱۹۰۵ء تک مرزا صاحب اس نکاح سے مایوس نہ ہوئے تھے جیساکہ انہوں نے فرمایا۔

"اور وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ نکاح کے متعلق ہے واپس آئیگی۔ سو ایسا ہی ہوگا۔"

(اخبار الحکم ۳۰ جون ۱۹۰۵ء ص۲ کالم ۲)

حوالجات سابقہ کے علاوہ ہم مرزا صاحب کا ایک فیصلہ کن حوالہ نقل کرتے ہیں جہاں مرزا صاحب نے اس پیشگوئی کو تقدیر مبرم قرار دیا ہے۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

"باز شمارا این نگفتہ ام کہ این مقدمہ برہمیں قدر باتمام رسید و نتیجہ آخری ہماں ست کہ بظہور آمد و حقیقت پیشگوئی برہماں ختم شد بلکہ اصل امر برحال خود قائم است و ہیچکس با حیلہ خود او را رد نتواند کرد و این تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است عنقریب وقت آن خواہد آمد پس قسم آن خدائے کہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم را برائے ما مبعوث فرمود و او را بہترین مخلوقات گردانید کہ ایں حق است و عنقریب خواہی دید و من این را برائے صدق خود یا کذب خود معیار میگردانم۔ و من نگفتم اِلّا بعد زانکہ از رب خود خبر دادہ شدم" (انجام آتھم صفحہ ۲۲۳) ترجمہ پھر میں نے تم سے یہ نہیں کہا کہ یہ جھگڑا یہیں ختم ہوگیا۔ اور نتیجہ یہی تھا جو ظاہر ہوگیا اور پیشگوئی کی حقیقت اس پر ختم ہوگئی۔ بلکہ یہ امر اپنے حال پر قائم ہے۔ اور کوئی شخص حیلہ کے ساتھ خود اسکو رد نہیں کرسکتا اور یہ تقدیر خدائے بزرگ کی جانب سے تقدیر مبرم ہے عنقریب اسکا وقت آئیگا۔ پس اس خدا کی قسم جس نے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے لئے مبعوث فرمایا اور آپکو تمام مخلوقات سے بہتر بنایا کہ یہ سچ ہے کہ تو عنقریب دیکھیگا اور میں اسکو اپنے صدق و کذب کے لئے معیار قرار دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ اپنے رب سے خبر پاکر کہا ہے۔

عبارت بالا میں مرزا صاحب نے کس صراحت سے محمدی بیگم کے خاوند کے مرنے اور اس کیساتھ اپنا نکاح ہونیکو تقدیر مبرم قرار دیا ہے اور اس کی صداقت پر خدائے واحد و قدوس کی قسم اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دیکر یقین دلانے کی کوشش کی ہے اور اسکو اپنے صدق و کذب کا معیار بھی قرار دیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان کردیا ہے۔ کہ یہ جو کچھ میں نے کہا ہے اللہ تعالیٰ کے الہام اور وحی سے کہا ہے مرزا صاحب کا یہ بیان اتنا واضح اور مشرح ہے کہ اس سے بڑھکر ممکن نہیں۔

مرزائی دوستو! بتاؤ کہ مرزا صاحب کی بیان کردہ تقدیر مبرم کے بخیے کیوں اُدھڑ گئے اور جو صدق و کذب کا معیار بحوالہ وحی الٰہی قرار دیا گیا تھا اسکی رو سے مرزا صاحب کاذب

---

لہ مبرم ابرام کا اسم مفعول کا صیغہ ہے جسکے معنے ہیں نہ ٹلنے والا حکم الٰہی مرزا صاحب نے بھی اسکے یہی معنے کئے ہیں دیکھو

ثابت ہوئے یا نہیں، تعجیل کی ضرورت نہیں سوچ سمجھ کر جواب دینا۔

سخت ناانصافی ہوگی اگر میں نکاح آسمانی کے متعلق مرزا صاحب کی مستقل مزاجی کی تعریف نہ کروں۔ اللہ اللہ ۱۸۸۸ء سے لے کر ۱۹۰۷ء تک کا طویل عرصہ جس صبر، امید اور یقین کامل کیساتھ گذارا اُسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ خدا پے در پے الہامات نازل کر رہا تھا کہ نکاح ہوگا اور ضرور ہوگا۔ خدا کا وعدہ سچا ہے خدا کی باتیں ٹلا نہیں کرتیں تیرا خدا تمام موانعات دور کریگا یعنی مرزا سلطان محمد ضرور مرجائیگا اور محمدی بیگم بیوہ ہوکر تیرے نکاح میں آئیگی لیکن صبر کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ آخر ۱۹۰۷ء میں مرزا صاحب اس نکاح سے کچھ مایوس سے ہوگئے کیونکہ دن بدن ان کی جسمانی حالت انحطاط کیطرف جارہی تھی اور قوت باہ کا وہ نسخہ جو فرشتے نے انہیں بتایا تھا اور جسکے کھانے سے پچاس مردوں کی قوت ان میں پیدا ہوگئی تھی[1]۔ غالباً اسکا اثر بھی زائل ہوچکا ہوگا اُدھر دیکھا کہ رقیب خوش نصیب کی زندگی ختم ہونے میں نہیں آتی ان سب قرائن سے اندازہ کرکے یہ اعلان کردیا۔

"یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا۔ کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں۔ اس نکاح کے ظہور کیلئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی۔ جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ یا ایتھا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علیٰ عقبک۔ پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کردیا تو نکاح فسخ ہوگیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔" (تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۳۲، ۱۳۳)

مرزا صاحب نے اس دو رنگی چال کے اختیار کرنے میں اس دل جلے عاشق

[1] مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں "میری حالت مردی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اسلئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور میں نے کشفی طور پر دیکھا۔ کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے تیار کی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور پھر اپنے تئیں خداداد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا" (تریاق القلوب۔ صفحہ ۳۵۔ نشان ۱۱)

کی اتباع کی ہے جس نے اپنے معشوق سے التجا کی تھی کہ ؎

مجھکو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج
بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

یہ عبارت بھی باواز بلند اعلان کر رہی ہے کہ جناب مرزا صاحب محمدی بیگم کے نکاح سے کلیۃً مایوس نہیں ہوئے تھے ایک طرف نوظاہری قرآن کو دیکھتے ہوئے تمام امیدیں مبدل بہ یاس ہو چکی تھیں اور دوسری طرف دل کی تڑپ ظاہراس بندھائے جاتی تھی کہ شاید اگر عمر نے وفا کی تو گوہر مقصود ہاتھ لگ ہی جائے اس لئے وہ دلی میں یہ الفاظ لکھ دے کہ نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا مگر یہ بھی یاد رہے کہ یہ "الہامی الفاظ" نہیں۔

غرضیکہ مرزا صاحب کو اپنی زندگی کے آخری لمحوں تک محمدی بیگم کے نکاح کی جھلک نظر آتی رہی کیا مرزا صاحب کی یہ دیرینہ اور الہامی تمنا پوری ہو گئی؟ آہ اسکا جواب بڑی حسرت اور افسوس سے نفی میں دیا جاتا ہے۔ کہ تاحیات مرزا صاحب کا نکاح نہیں ہوا یہاں تک کہ ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کے دن اس نکاح اور بستر عیش[1] کی حسرت کو اپنے ساتھ قبر میں لیگئے اب ان کی قبر سے گویا یہ آواز آرہی ہے۔ ؎

دل کی دل ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی
حیف ہے اُن سے ملاقات نہ ہونے پائی

اب ہم مرزا صاحب کا آخری فتوے ان کے مریدوں کو سناتے ہیں جیسا کہ انہوں نے تحریر فرمایا ہے۔

"سوچا چاہیئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے بھلا جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اسدن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہ رہیگی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائیگی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے چہروں کو بندروں[2] اور

[1] "بستر عیش" مرزا جی کا الہام ہے۔ (البشریٰ جلد دوم ص۸۸) [2] نہ راج اتنی خفگی (اختر)

سوروں کیطرح کر دینگے۔ (ضمیمہ انجام آتھم صتلا)

مرزائیو! سن لیا مرزاجی نے کیا کہا ہے؛ فرماتے ہیں کہ اس پیشگوئی کے خاتمہ پر ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہ رہیگی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائیگی اور ذلت کے سیاہ داغ انکے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دینگے لیکن ایسا کن کے حق میں ہوگا؛ فیصلہ جن کے خلاف ہوگا پھر کیا ہوا مجھ سے نہیں مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور سے سُن لو فرماتے ہیں:- "یہ سچ ہے کہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ نکاح ہوگا۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ نہیں ہُوا۔ (اخبار پیغام صلح لاہور ۱۰ر جنوری ۱۹۲۱ء)

سچ ہے ؎ ہُوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

میرے پرانے دوستو! خدائے عالم الغیب کو حاضر و ناظر سمجھتے ہوئے سچ سچ بتانا کہ مرزا صاحب کا بیان کردہ فتوے خود ان پر[1] اور ساتھ ہی تم پر الٹ کر پڑا یا نہیں؛ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎ دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چندان اماں نداد کہ شب را سحر کُند

## دوسری پیشگوئی ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب کے متعلق

ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ بیس سال تک مرزا صاحب کے ارادتمند مرید رہے بعدہٗ مرزا صاحب کی بطالت اُن پر واضح ہوگئی تو انہوں نے مرزائیت سے توبہ کر کے مرزا صاحب کی تردید میں چند رسالے لکھے مرزا صاحب بھی انکے سخت خلاف ہو گئے۔ بالآخر دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف موت کی الہامی پیشگوئیاں شائع کیں اسکے متعلق مرزا صاحب کے اشتہار کا اقتباس نقل کیا جاتا ہے۔ لکھتے ہیں:-

### خدا سچے کا حامی ہو

[1] مرزا صاحب کا الہام ہے "تُرْجَعُ عَلَيْهِ وَمِن عَمَّه" عیسیٰ اور اسکے ساتھی گھبرا گئے (البشریٰ جلد دوم ص۹۹) ممکن ہے یہ گھبراہٹ اسی فتوے کے الٹ کر پڑنے کی وجہ سے ہو۔ مرزائیو کیا کہتے ہو؟ (اخستر)

"میاں عبدالحکیم خانصاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے میری نسبت یہ پیشگوئی کی ہے!"
مرزا کیخلاف ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں۔ "مرزا مسرف ہے کذاب اور عیار ہے صادق
کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا۔ اور اسکی میعاد تین سال بتائی گئی ہے"!

"اسکے مقابل پر وہ پیشگوئی ہے جو خدا تعالیٰ کیطرف سے میاں عبدالحکیم خانصاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ
کی نسبت مجھے معلوم ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں۔ ا۔ "خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے
اور علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے[1] کہلاتے ہیں اُنپر کوئی غالب نہیں آسکتا۔
فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے[2] ہے پر تونے وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا۔ نہ جانا[3]
رَبِّ[4] فَرِّق بَیْنَ صَادِقٍ وَکَاذِبٍ اَنْتَ تَرٰی کُلَّ مُصْلِحٍ وَصَادِقٍ۔

اسکے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب نے ایک اور الہام شائع کیا کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے ۱۴ ماہ
تک مرزا مر جائیگا۔ اس کے جواب میں مرزا صاحب نے ایک اشتہار بعنوان "تبصرہ" ۵ نومبر ۱۹۰۷ء
کو شائع کیا۔ اسکی پیشانی پر یہ عبارت درج کی:۔

"ہماری جماعت کو لازم ہے کہ اس پیشگوئی کو خوب شائع کریں۔ اور اپنی طرف سے چھاپ کر
مشتہر کریں اور یادداشت کیلئے اشتہار کے طور پر اپنے گھر کی نظرگاہوں میں چسپاں کریں"

یہ اشتہار جو سراسر لاف وگزاف سے پُر تھا۔ اسکو اپنے تمام اخباروں میں شائع کرایا مخذول

[1] خدا تعالیٰ کا یہ فقرہ کہ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں یہ خدا تعالیٰ کیطرف سے عبدالحکیم خاں کے اس فقرہ کا رد ہے کہ جو مجھے کاذب اور شریر قرار دیکر کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا۔ گویا میں کاذب ہوں اور وہ صادق اور وہ مرد صالح ہے اور میں شریر اور خدا تعالیٰ اُسکے رد میں فرماتا ہے۔ کہ جو خدا کے خاص لوگ ہیں وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں ذلت کی موت اور ذلت کا عذاب انکو نصیب نہیں ہوگا۔ اگر ایسا ہو تو دنیا تباہ ہو جائے۔ اور صادق اور کاذب میں کوئی امر فارق نہ رہے۔ منہ

[2] اس فقرہ میں عبدالحکیم خاں مخاطب ہے اور فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار سے آسمانی عذاب مراد ہے کہ جو بغیر ذریعہ انسانی ہاتھوں کے ظاہر ہوگا۔

[3] یعنی تو نے یہ غور نہ کی کہ کیا اس زمانہ میں اور اس نازک وقت میں امت محمدیہ کے لئے کسی دجال کی ضرورت ہے یا کسی مصلح اور مجدد کی۔

[4]۔ یعنی اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے اس فقرہ الہامیہ میں عبدالحکیم خاں کے اس قول کا رد ہے جو وہ کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا پس چونکہ وہ اپنے تئیں صادق ٹھیراتا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ تو صادق نہیں ہے میں صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھاؤں گا۔ المشتھر مرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ

شہروں میں مرزائیوں نے علیحدہ چھپوا کر بھی بکثرت شائع کیا۔ اسکے چند فقرات حسب ذیل ہیں:

"اپنے دشمن کو کہدے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لیگا میں تیری عمر کو بڑھا دونگا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کرونگا اور تیری عمر کو میں بڑھا دونگا تا معلوم ہو کہ میں خدا ہوں۔ اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے"

"یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت، اور میرا اقبال اور دشمن کا ادبار بیان فرمایا ہے۔ اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے مگر میری نسبت لکھا ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جائیگا اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہوگی۔ اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے۔ وہ خود میری آنکھوں کے روبرو[1] اصحاب الفیل کیطرح نابود اور تباہ ہوگا"

اسکے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب نے اپنا اور الہام شائع کیا کہ مرزا مورخہ ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک مرجائیگا۔ (دیکھو چشمۂ معرفت مصنفہ مرزا صاحب صفحہ ۳۲۱، ۳۲۲) نتیجہ یہ ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئیوں کے مطابق مرزا صاحب نے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اگلے جہان کی طرف کوچ کر دیا اور انکے الہام کنندہ کے سب وعدے فتح و نصرت کے غلط نکلے۔

# تیسری پیشگوئی مولانا ثناء اللہ صاحب کے متعلق

مرزا صاحب آنجہانی نے مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے متعلق ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار ان الفاظ میں شائع کیا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کیساتھ آخری فیصلہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ یستنبئونک احق ھو قل ای و ربی انہ لحق۔ بخدمت

---

مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الہدی۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں

---

میری تکذیب و تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب

---

دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں،

[1] جیسے اصحاب الفیل کی طرح کون نابود ہوا۔ (...)

کہ یہ شخص مفتری و کذاب اور دجال ہے۔ اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونیکا سراسر افتراء
ہے میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا۔ اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے
پھیلانے کیلئے مامور ہوں۔ اور آپ بہت سے افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف
آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں
کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں
جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں۔ تو میں آپ کی
زندگی میں ہی ہلاک[۱] ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر
نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کیساتھ اپنے دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک
ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے۔ تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر
میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں۔ اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح
موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید کرتا ہوں۔ کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین
کی سزا سے نہیں بچیں گے پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا
کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون۔ ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی
میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشین گوئی
نہیں۔ بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا
کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے۔ جو میرے دل کے حالات
سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونیکا محض میرے نفس کا افترا ہے اور
میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے
میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں۔ کہ مولوی
ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک[۲] کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی
جماعت کو خوش کر دے آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی

[۱] مرزائیو! ایمان سے بتانا مرزا صاحب ابھی ہلاک ہوئے ہیں یا نہیں؟ (اختر)

[۲] مرزا صاحب کے مریدو! مرزا صاحب کی یہ دعا منظور ہوئی یا نہیں؟ (اختر)

ثناءاللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھکر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یارب العلمین۔

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا۔ اور دُور دُور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناءاللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے۔ اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے۔ جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناءاللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اسکو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین آمین۔ بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اسکے نیچے لکھدیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ واید

مرقوم یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء

اس اشتہار کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے یہ پیشگوئی بطریق دعا شائع کی بلکہ اس کیساتھ ہی یہ بھی کہدیا کہ اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا ہے۔ مرزا صاحب کے الفاظ ہیں۔

"دنیا کے عجائبات ہیں رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا۔ کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اسکی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اسکی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا۔ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہے۔ باقی سب اسکی شاخیں ہیں" (اخبار بدر ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء)

مرزا صاحب نے اپنے اشتہار میں محض دعا کے ذریعہ سے فیصلہ چاہا ہے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ ہیں۔ "محض دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا ہے"

آخیر اشتہار میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔ "اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے"۔

پس مرزا صاحب نے اپنی اس دعا اور پیشگوئی کے مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بمرض ہیضہ ہلاک ہو کر حسب اقرار خود اپنا مفسد۔ کذاب اور مفتری ہونا دنیا پر ثابت کر دیا۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

لکھا تھا کاذب مریگا پیشتر
کذب میں پکا تھا۔ پہلے مر گیا۔

# چوتھی پیشگوئی عالم کباب کے متعلق

مرزا صاحب نے اپنا الہام بیان کیا ہے۔

(۱) بشیر الدولہ (۲) عالم کباب۔ (۳) شادی خان۔ (۴) کلمۃ اللہ خاں (نوٹ از مرزا صاحب) بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے یہ نام ہونگے یہ نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے۔ (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۱۶)

مرزا صاحب کی اس پیشگوئی کے شائع ہو جانے کے بعد میاں منظور محمد کی بیوی محمدی بیگم فوت ہو گئی۔ اور "عالم کباب صاحب" دنیا میں تشریف فرما نہ ہوئے لہٰذا مرزا صاحب کی یہ الہامی پیشگوئی سرے سے غلط اور جھوٹ ثابت ہوئی۔

مرزائیو! کہدو کہ محمدی بیگم کے ظلی بروزی اور روحانی بیٹا پیدا ہو گیا تھا اصلی بیٹا قیامت کے دن تشریف لائیگا۔ اس لئے ہمارے مجدد اور ظلی، بروزی نبی کی بیان کردہ پیشگوئی سچی نکلی۔

# پانچویں پیشگوئی اپنے مقام موت کے متعلق

مرزا صاحب نے اپنا الہام شائع کیا تھا۔

"ہم مکہ میں مرینگے یا مدینہ میں۔" (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۰۵)

یہ الہام بھی سراسر غلط ثابت ہوا۔ مرزا صاحب لاہور میں مرے مریدوں نے ان کی لاش کو دجال کے گدھے پر لاد کر قادیاں پہنچا دیا۔

**ناظرین!** میں نے بطور نمونہ مشتے از خروارے مرزا صاحب کی پانچ پیشگوئیاں آپ کے سامنے رکھ دی ہیں۔ اور نتیجہ بھی آپ کے گوش گذار کر دیا ہے۔ اس مختصر رسالہ میں گنجائش نہیں ورنہ مرزا صاحب کی ایک ایک پیشگوئی لیکر ان کے پرخچے اڑا دئے جاتے۔ مرزا صاحب کی پیشگوئیاں کی منخریانہ عبارات جب مرزائیوں کے سامنے

پیش کیجاتی ہیں تو مرزائی ان کے جوابات سے تنگ آکر کہدیا کرتے ہیں کہ پیشگوئیوں کی تفہیم میں مرزا صاحب سے غلطی ہوسکتی ہے۔ لیکن ان کا یہ کہنا محض واقعۃ الوقتی اور مرزا صاحب کی تصریحات کے خلاف ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب نے اپنا الہام بیان کیا ہے۔

"وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ" (اربعین ۳ صفحہ ۳۶/۳۷)

(ترجمہ) اور یہ اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے"

مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ بات بھی اسجگہ بیان کرنے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاپردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں۔ کیونکہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں۔ تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے" (نزول المسیح صفحہ ۵۶)

"ایسا ہی عربی فقرات کا حال ہے۔ عربی تحریروں کے وقت میں صدہا فقرات وحی متلو کی طرح دل پر وارد ہوتے ہیں۔ اور یا یہ کہ کوئی فرشتہ ایک کاغذ پر لکھے ہوئے وہ فقرات دکھا دیتا ہے" (نزول المسیح صفحہ ۵۷)

ان حوالجات سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتے تھے۔ بلکہ وحی الہی سے بولتے تھے۔ اور اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھتے تھے۔ بلکہ اندرونی تعلیم سے تحریر فرماتے تھے۔ یا فرشتے کی لکھی ہوئی عبارات کو اپنی کتابوں میں نقل کر لیتے تھے اسی کی مزید تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے۔ مرزا صاحب کو الہام ہوا۔

"استقامت میں فرق آگیا"

"ایک صاحب نے کہا کہ وہ کون شخص ہے حضرت نے فرمایا کہ معلوم تو ہے مگر جب تک خدا کا اذن نہ ہو میں بتلایا نہیں کرتا۔ میرا کام دعا کرنا ہے" (البدر جلد دوم ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء از مکاشفات صفحہ ۳۰)

اس واقعہ نے تصدیق کر دی کہ مرزا صاحب بغیر وحی اور خدا تعالیٰ کے اذن کے کچھ نہیں کیا کرتے تھے۔ اندریں حالات مرزا صاحب کے کلام یا تحریر میں غلطی نہیں ہوسکتی۔

**لاہوری مرزائیو!** مرزا صاحب کے متذکرہ بالا الہام اور تحریرات کو غور سے پڑھنے کے بعد بتاؤ۔ کہ مرزا صاحب اپنی تحریر یا تقریر میں "اجتہادی غلطیوں" کے قائل تھے۔ یا نہیں؟ سوچ سمجھ کر جواب لکھنا ہے

سنبھل کے قدم رکھنا دشتِ خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

# مرزا صاحب کے انٹ سنٹ الہامات

مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میری وحی والہامات یقینی اور قرآن پاک کی طرح ہیں لیکن جب ہم مرزا صاحب کے الہامات کو سرسری نظر سے دیکھتے ہیں تو ہمیں کثرت سے ایسے الہامات نظر آتے ہیں۔ جنہیں خود مرزا صاحب بھی نہ سمجھ سکے تھے چنانچہ مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن کو مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ" (نزول المسیح ص۵۷)

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان میں ہی تاکہ انہیں کھول کر بتا دے لیکن قرآن پاک کے اس صریح اصول کے خلاف مرزا صاحب کو ان زبانوں میں بھی الہامات ہوئے ہیں جنکو خود نہیں سمجھ سکے دوسروں کو خاک سمجھانا تھا۔ ہم بطور نمونہ مرزا صاحب کے چند الہام درج ذیل کرتے ہیں

(۱) "ایلی ایلی لما سبقتنی ایلی اوس" "اے میرے خدا اے میرے خدا مجھے کیوں چھوڑ دیا آخری فقرہ اس الہام کا یعنی ایلی اوس بباعث سرعت ورود مشتبہ رہا ہے اور نہ اسکے کچھ معنے کھلے واللہ اعلم بالصواب" (البشریٰ جلد اول ص۳۶)

(۲) "پھر بعد اس کے خدا نے فرمایا "ھو شعنا نعسا" یہ دونوں فقرے شائد عبرانی ہیں اور انکے معنے ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے" (براہین احمدیہ ص۵۵۶)

(۳) "پریشن۔ عمر براطوس۔ یا پلاطوس۔ (نوٹ) آخری لفظ پراطوس ہے یا پلاطوس ہے بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور نمبر ۲ میں عمر عربی لفظ ہے اسجگہ براطوس اور پریشن

کے معنے دریافت کرتے ہیں کہ کیا ہیں۔ اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔" (از مکتوبات احمدیہ جلد ۱ صفحہ ۶۸ و البشریٰ جلد اول صفحہ ۵۱)

احمدی دوستو! مرزا صاحب کو جس زبان میں الہام ہوتا ہے مرزا صاحب اُس زبان کو نہیں جانتے بتاؤ کہ مرزا صاحب پر یہ مثال صادق آتی ہے یا نہیں؟ ع۔ زبانِ شوخِ من ترکی و من ترکی نمیدانم۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے مندرجہ بالا اور ہیچ قسم الہامات اس خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھے۔ جس نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید نازل فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ وما ارسلنا من رسول۔ الا بلسان قومہ کہ ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان میں ہی۔ لیکن مرزا صاحب کو ان زبانوں میں "الہامات" ہوئے۔ جو مرزا صاحب کی قومی زبان نہیں تھی۔ خود مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ[1] امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اسکو کسی اور زبان میں ہو۔ جسکو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۲۰۹)

یہاں تک ہی نہیں کہ مرزا صاحب غیر زبانوں کے "الہامات" نہ سمجھ سکتے ہوں۔ بلکہ بہت سے اردو اور عربی "الہامات" بھی مرزا صاحب کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ اور ان کے متعلق انہیں معلوم نہ ہوا کہ وہ کس کے متعلق ہیں۔ مرزائی[2] دوستوں کی خاطر نمونہ درج کئے دیتا ہوں

(۱) "[illegible] چھٹ گیا۔" دن کے وقت کا الہام ہے۔ معلوم نہیں کہ کس کے متعلق ہے۔"

(البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۱۹)

(۲) "خدا اسکو پنجبار ہلاکت سے بچائیگا۔" نہ معلوم کس کے حق میں یہ الہام ہے۔"

البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۱۹

(۳) "۱۴ ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۵ شعبان ۱۳۲۴ھ بروز جمعرات تیرہ ماہ حال کو [illegible] قطعی طور پر معلوم نہیں کہ کس کے متعلق ہے (البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۱۹، ۱۲۰)

---

[1] احمدی دوستو مرزا صاحب کے یہ الہام غیر معقول اور بیہودہ ہیں یا نہیں؟ (احافق) [2] لاہوری مرزائیو ہم تمہارے "ظلی و بروزی نبی" کے الہامات شائع کر رہے ہیں اسلئے ہمارا شکریہ ادا کرو۔ (احافق)

(۴) "بہتر ہوگا کہ اور شادی کریں"۔ معلوم نہیں کہ کس کی نسبت یہ الہام ہے (البشریٰ جلد دوم ص۱۲۵)

(۵) "بعد ۱۱۔ انشاء اللہ"۔ اسکی تفہیم نہیں ہوئی۔ کہ اسسے کیا مراد ہے گیارہ دن یا گیارہ ہفتے یا کیا یہی ہندسہ ۱۱ کا دکھایا گیا۔ (البشریٰ جلد دوم ص۶۵-۶۶)

(۶) "خشم۔ غشم۔ غشم۱"۔ (البشریٰ جلد دوم ص۵۰)

(۷) "ایک دم میں دم رخصت ہوا"۔ (نوٹ از حضرت مسیح موعود) فرمایا کہ آج رات مجھے ایک (مندرجہ بالا) الہام ہوا۔ اسکے پورے الفاظ یاد نہیں رہے اور جسقدر یاد رہا وہ یقینی ہے مگر معلوم نہیں کہ کس کے حق میں ہے لیکن خطرناک ہے۔ یہ الہام ایک موزون عبارت میں ہے مگر ایک لفظ درمیان میں سے بھول گیا۔ (البشریٰ جلد دوم ص۱۱۹)

(۸) "ایک عربی الہام تھا الفاظ مجھے یاد نہیں رہے حاصل مطلب یہ ہے مکذبوں کو نشان دکھایا جائیگا"۔ (البشریٰ جلد دوم ص۹۴)

(۹) "ایک دانہ کس کس نے کھانا"۔ (البشریٰ جلد دوم ص۱۰۷)

(۱۰) "لاہور میں ایک بے شرم۲ ہے"۔ (البشریٰ جلد دوم ص۱۲۶)

(۱۱) "ربنا عاج" ہمارا رب عاجی ہے عاجی کے معنے ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۳"۔ (البشریٰ جلد اول ص۴۳)

(۱۲) "آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا"۔ (البشریٰ جلد دوم ص۱۳۹)

# مرزا صاحب کے اختلافات

قرآن مجید کیمتعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا۔ یعنی یہ کلام اللہ کے سوا اور کسی کیطرف سے ہوتا تو اس میں بہت سے اختلافات پائے جاتے اس آیت کریمہ نے فیصلہ کردیا کہ اگر کسی مدعی الہام کے اقوال میں اختلاف ہو تو وہ

۱؎ مطلب ندارد ۲؎ اے لاہوری مرزائیو یہ کون ہے؟ ۳؎ احمدی دوستو! تمہارے مجدد کو باوجود دعویٰ الہام کے عاج کے معنے معلوم نہ ہوئے لغت دانی کی وجہ سے ہمیں تمہاری خاطر منظور ہے اسلئے ہم اسکے معنے بتا دیتے ہیں سنو! عاج کے معنے ہیں (۱) ستر الباس (۲) ہاتھی دانت (۳) سرگین (گوبر) منتخب اللغات۔ پس ربنا عاج کے معنے ہوئے ہمارا رب ہاتھی دانت یا گوبر ہے بتاؤ اب تو سمجھ گئے۔ (اختر)

اپنے دعوئ الہام میں سچا نہیں بلکہ جھوٹا ہے۔ مرزا صاحب نے بھی اسکی تائید کی ہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ "ہر ایک کو سوچنا چاہیئے کہ اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۴)

مرزا صاحب نے اپنی کتاب "ست بچن" کے صفحہ ۳۱ پر بھی لکھا ہے۔ کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔ مگر باوجود مرزا صاحب کے ان زبردست اقراروں کے ہیں ان کی تصنیفات میں کثرت سے اختلافات اور تناقض نظر آتے ہیں۔ ناظرین کے تفنن طبع کے لئے عدم گنجائش کی وجہ سے صرف پانچ ہی اختلاف درج ذیل ہیں:-

## پہلا اختلاف

"مسیح تو یہ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا" ازالہ اوہام صفحہ ۴۷۳،

بعد اسکے مسیح اس زمین سے پوشیدہ طور پر بھاگ کر کشمیر کی طرف آ گیا اور وہیں فوت ہوا"۔ (کشتی نوح صفحہ ۵۳)

## دوسرا اختلاف

"اور اس شخص کا مجھکو وہابی کہنا غلط نہ تھا۔ کیونکہ قرآن شریف کے بعد صحیح احادیث پر عمل کرنا ہی ضروری سمجھتا ہوں"۔ (کلام مرزا از بدر ۲۴ جولائی ۱۹۰۶ء)

"ہمارا مذہب وہابیوں کے برخلاف ہے"۔

کلام مرزا صاحب از ڈائری سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۴۶

## تیسرا اختلاف

"لوگوں نے جو اپنے نام حنفی، شافعی وغیرہ رکھے ہیں یہ سب بدعت ہیں"۔ (کلام مرزا صاحب از ڈائری سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۷)

ہمارے ہاں جو آتا ہے اُسے پہلے ایک حنفیت کا رنگ چڑھانا پڑتا ہے میرے خیال میں چاروں مذہب اللہ تعالیٰ کا فضل ہیں اور اسلام کیواسطے ایک چار دیواری"۔

کلام مرزا از ڈائری سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۴

## چوتھا اختلاف

"حضرت مسیح کی چڑیاں! دیو دیگر معجزہ کے طور پر ان کا پرواز قرآن کریم سے ثابت ہے مگر

"اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ان پرندوں کا پرواز قرآن شریف سے ہرگز

پھر بھی مٹی کی مٹی ہی تھی۔"
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۶۸)

ثابت نہیں ہوتا۔"
(ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۷)

# پانچواں اختلاف

"آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ سے پہلے یہ آیت ہے۔ وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ الخ اور ظاہر ہے کہ قال کا صیغہ ماضی کا ہے۔ اور اس کے اول اذ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا نہ زمانہ استقبال کا۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۶۰۲)

جس شخص نے کافیہ یا ہدایۃ النحو بھی پڑھی ہوگی وہ خوب جانتا ہے کہ ماضی مضارع کے معنوں پر بھی آ جاتی ہے بلکہ ایسے مقامات میں جبکہ آنیوالا واقعہ متکلم کی نگاہ میں یقینی الوقوع ہو مضارع کو ماضی کے صیغہ پر لاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ اور جیسا کہ فرمایا وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ قال اللہ هٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۶)

# مرزا صاحب کے جھوٹ

جھوٹ بدترین برائیوں میں سے ہے بلکہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لَعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ۔ جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے جھوٹا انسان مقرب بارگاہ الٰہی کبھی نہیں ہو سکتا۔ مرزا صاحب نے بھی جھوٹ کی مذمت کی ہے جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے۔

(الف) "جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۱۹)

(ب) "جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں کوئی کام نہیں۔" (تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۲۶)

(ج) "تکلف سے جھوٹ بولنا گوہ کھانا ہے۔" (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۹)

(د) "غلط بیانی اور بہتان طرازی نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے۔" (آریہ دھرم صفحہ

ان اقوال میں مرزا صاحب نے جھوٹ کی بہت مذمت کی ہے لیکن جب ہم ان کے عمل کو دیکھتے ہیں۔ تو حیران رہ جاتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی تصنیفات میں نہایت ہی بے تکلفی سے جھوٹوں کے انبار لگا دیئے ہیں انشاء اللہ العزیز عنقریب ہم کذبات مرزا پر ایک رسالہ لکھینگے اور اس میں مرزا صاحب کے وہ تمام جھوٹ درج کر دینگے۔ جو ہماری نظر سے گزر چکے ہیں بطور نمونہ مرزا صاحب کے پانچ جھوٹ یہاں تحریر کر دیتے ہیں۔

**پہلا جھوٹ** مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیگے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے"۔ (حقیقت الوحی ص ۳۹۰)

مرزا صاحب نے حضرت مجدد صاحب سرہندی رحمۃ اللہ کی کتاب سے حوالہ نقل کرتے ہوئے عمداً لوگوں کو دھوکہ دینے اور اپنی نبوت باطلہ کو ثابت کرنے کیلئے صریح تحریف کی ہے عبارت بالا میں مرزا صاحب نے جس مکتوب کا حوالہ دیا ہے اسکے اصل الفاظ یہ ہیں۔

"واذا کثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منھم سمی محدثا" (مکتوبات جلد ثانی ص ۹۹)

یعنی جب اس قسم کا کلام ان میں سے ایک کے ساتھ کثرت سے ہو تو اسکا نام محدث رکھا جاتا ہے۔ اسی مکتوب کو مرزا صاحب نے اپنی کتاب "ازالہ اوہام" کے ص ۹۱۵ پر اور کتاب تحفہ بغداد حاشیہ ص ۲۱ پر بھی نقل کیا ہے۔ اور ان دونوں کتابوں میں لفظ محدث لکھا ہے لیکن حقیقۃ الوحی کی محولہ بالا عبارت میں اپنا مطلب نکالنے کیلئے محدث کی جگہ نبی لکھکر صریح خیانت کی اور جھوٹ بولا یہ کارستانی کرتے وقت مرزا صاحب کو اپنا "الہام" شاید یاد نہ رہا ہوگا جس کے الفاظ ہیں "منت ایما الخوان" مرادے بڑے خیانت کرنے والے۔

**دوسرا جھوٹ** مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جسکی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا ہے جس کے دیکھنے کیلئے بہت سے پیغمبروں نے

بھی خواہش کی تھی"۔ (اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۲-۱۳)

مرزائی بتائیں کہ جن پیغمبروں نے مرزا صاحب کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تھی وہ کون کونسے نبی تھے؟ انہوں نے مرزا صاحب کے درشن کرنیکا اظہار کس کے سامنے کیا تھا؟ اور ان کے اس اشتیاق کا کس کتاب میں ذکر ہے؟ ہم علیٰ وجہ البصیرت کہتے ہیں۔ کہ یہ مرزا صاحب کی الہامی "گپ" اور صریح جھوٹ ہے۔

## تیسرا جھوٹ مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔

"اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی"۔ (کشتی نوح صفحہ ۵)

ہم بلاخوف تردید کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں الحمد کے الف سے لیکر والناس کے س تک کوئی ایسی آیت نہیں جس کا ترجمہ ہو کہ مسیح موعود کیوقت طاعون پڑے گی۔ یہ مرزا صاحب کی غلط بیانی اور قرآن اقدس سے متعلق بہتان طرازی ہے۔ مرزائیو! اگر ہمت ہے تو قرآن مجید میں سے کوئی آیت ایسی بتاؤ جسکا یہ ترجمہ ہو کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی اور اگر نہ بتا سکو تو زبان سے اتنا ہی کہدینا کہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن

## چوتھا جھوٹ مرزا صاحب رقمطراز ہیں

"اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں"۔ (تحفۃ الندوہ صفحہ ۵)

ایہا الناظرین! کیا اب بھی آپکو مرزا صاحب کے کاذب ہونے میں شک ہے؟ اتنا بڑا جھوٹ اتنی مکروہ کذب بیانی پنجابی مدعی نبوت کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ ہم علیٰ وجہ البصیرت ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کرتے ہیں کہ کرشن قادیانی کا کوئی چیلہ قرآن مجید کی ایسی کوئی آیت ہمیں نہیں بتا سکتا جس میں انکے کرشن رودر گوپال مرزا غلام احمد کا نام ابن مریم رکھا گیا ہو۔ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا۔ مرزا صاحب کے مخلص مریدو! اگر تم مرزا صاحب کا نام قرآن کریم میں ابن مریم لکھا ہوا نہ بتا سکو اور یقیناً نہ بتا سکو گے تو خوف خدا اور اپنے ضمیر کی آواز کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مرزا صاحب کو جھوٹا سمجھنے میں ہمارے ہمنوا ہو جاؤ۔ کیونکہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں "کہ اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں"۔ یاد رکھو کہ قرآن حکیم میں ایسی کوئی آیت نہیں

جس کا ترجمہ یہ ہو کہ مرزا غلام احمد ابن مریم ہے۔

**پانچواں جھوٹ** مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

" اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کیساتھ قرآن شریف میں درج ہے مکہ اور مدینہ اور قادیان۔ (ازالہ اوہام ص ، والبشریٰ جلد اول حصہ دوم ص ۱۹)

**احمدی دوستو!** مرزا صاحب کا یہ حوالہ اگر تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا یا کسی سے سُنا ہے تو بتاؤ کہ تم نے قرآن مجید میں قادیان کا نام تلاش کیا؟ اگر نہیں باوجود تلاش کرنے کے بھی قرآن مجید میں قادیان کا نام نہیں ملا اور یقیناً کبھی نہیں مل سکتا تو کیا اب بھی مرزا صاحب کو راستگو ہی سمجھتے ہو؟ اگر اتنی بڑی کذب پرداری کرنیکے بعد کوئی شخص محدث، مجدد، مسیح موعود، اور ظلی و بروزی نبی ہو سکتا ہے۔ تو کیا کذابوں کے سر پر سینگ ہوا کرتے ہیں؟۔

# مرزا صاحب کی گالیاں

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے قُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَہُمْ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا یعنی اے رسول (علیہ السلام) میرے بندوں کو فرما دیں کہ بات بہت ہی اچھی کہا کریں سخت کلامی سے شیطان ان میں عداوت ڈلوا دیگا بے شک شیطان انسان کا صریح دشمن ہے۔ اخلاقی صورت میں ہر ایک مصلح یہی تعلیم دیتا رہا ہے کہ سخت کلامی اور بدزبانی سے عداوت بڑھتی ہے اسلئے بدزبانی سے اجتناب کرنا چاہیئے خصوصاً ان لوگوں کو بہت محتاط رہنا چاہیئے جنہیں اصلاح خلق کے لئے خدا تعالیٰ کیطرف سے بھیجا جائے۔ مرزا صاحب قادیانی لکھتے ہیں۔

" چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں سفلوں۔ اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اسلئے اُن میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ انکے فیض سے محروم نہ رہیں یہ نہایت قابل شرم بات ہے۔ کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی متحمل نہ ہو سکے ۔" (ضرورۃ الامام ص)

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

"اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو"۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۱)

**ناظرین کرام!** مرزا صاحب کا ناصحانہ انداز آپ نے دیکھ لیا۔ اب دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیں مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

(۱) "اے بدذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئیگا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑ دو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا۔ وہی عوام کالانعام کو بھی پلا دیا"۔ (انجام آتھم صفحہ ۲۱)

(۲) "بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ"۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۹)

(۳) "مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے؟ ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں۔ اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں"۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۵)

(۴) "ہمارے دعویٰ پر آسمان نے گواہی دی مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں خاصکر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اسکا تمام گروہ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ"۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴۶)

(۵) "اے بدذات۔ خبیث۔ نابکار۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵)

(۶) "اسجگہ فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بٹالوی اور ہامان سے مراد نومسلم سعداللہ ہے" (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۶)

(۷) "معلوم کہ یہ جاہل اور وحشی فرقہ ابتک کیوں شرم اور حیا سے کام نہیں لیتا" "مخالف مولویوں کا منہ کالا کیا"۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۸)

(۸) تِلْكَ كُتُبٌ يَنْظُرُ اِلَيْهَا كُلُّ مُسْلِمٍ بِعَيْنِ الْمَحَبَّةِ وَالْمَوَدَّةِ وَيَنْتَفِعُ مِنْ مَعَارِفِهَا وَيَقْبَلُنِيْ وَيُصَدِّقُ دَعْوَتِيْ اِلَّا ذُرِّيَّةَ الْبَغَايَا الَّذِيْنَ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَقْبَلُوْنَ"۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۷/۵۴۸ او ترجمہ)

---

لے مرزا صاحب نے ازالہ اوہام صفحہ ۶۶۰ میں لکھا ہے۔ "لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں مومن لعان نہیں ہوتا"۔ لیکن یہاں ہزار ہزار لعنت برسائے ہیں۔ مرزائیو! اپنے ازالہ اوہام کے اس حوالہ کو دیکھو اور پھر اپنے حضرت مرزا صاحب کی ان لعنتوں کا معائنہ کرکے بتاؤ کہ کیا مرزا صاحب حسب اقرار خود مومن تھے؟ اخلاق

ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (زناکاروں) کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔"

(۹) "ان العدی صاروا خنازیر الفلا
نساءھم من دونھن الاکلب" (نجم الھدی)

(ترجمہ) میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں۔ اور انکی عورتیں کتیوں سے بڑھکر ہیں

(۱۰) "جو شخص اپنی شرارت سے بار بار کہے گا۔ (کہ پادری آتھم کے زندہ رہنے سے مرزا صاحب کی پیشگوئی غلط اور عیسائیوں کی فتح ہوئی) اور کچھ شرم و حیا کو کام نہیں لائیگا اور بغیر اسکے جو ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئیگا۔ اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائیگا کہ اسکو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔ اور حلال زادہ نہیں۔" (انوار الاسلام صفہ ۳)

(۱۱) "یورپ کے لوگوں کو جسقدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اسکا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کیوجہ سے"
(کشتی نوح ص ۶۵ حاشیہ)

(۱۲) "مسیح کا چال چلن کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو۔ شرابی۔ نہ زاہد نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر خود بین۔ خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔" (مکتوبات احمدیہ جلد ۳ ص ۲۳/۲۴)

برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے یہ اس شخص کی اخلاقی حالت کا نقشہ ہے جسنے دنیا میں اعلان کیا تھا۔ بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے × جس دل میں یہ نجاست بیت الخلا ہی ہے انہیں مدعی اخلاق محمدی نے ناصحانہ انداز میں لکھا ہے۔ ؎ گالیاں سنکر دعا دو پاکے دکھ آرام دو کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار۔ (درثمین ص ۱۱۳) ناظرین کرام! ایک طرف مرزا صاحب کے اس ناصحانہ انداز کو ملاحظہ فرمائیں اور دوسری طرف ان کی مندرجہ بالا گالیوں کو۔ سچ ہے ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

لال حسین اختر مبلغ اسلام بھاٹی دروازہ لاہور

# تردید مرزائیت میں

## لاجواب کتابیں

محصول ڈاک بذمہ خریدار

**الانذار الصحیح** ۔ فی حیات مسیح ، اس کتاب میں حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات پر زبردست دلایل پیش کئے گئے ہیں ۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

**بشارت محمدی** فی ابطال رسالت غلام احمدی ، اس کتاب میں میاں محمود صاحب خلیفہ ثانی ، قادیانی کے دس دلایل کا جواب دیا ہے ، جو اس نے اپنے باپ کی رسالت ثابت کرنے کے لئے پیش کی ہیں ۔ اور قوی دلایل سے ثابت کیا ہے کہ اسمہ احمد والی بشارت حضرت نبی کریم صلعم کے تشریف لانے سے پوری ہو چکی ہے ۔ قیمت صرف چار آنہ (۴ر)

**تردید قبر مسیح کشمیر** اس کتاب میں ناقابل تردید دلایل سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کی قبر ہے اور کشمیر والی قبر شہزادہ یوز آصف کی قبر ہے ، تاریخ سے مرزا صاحب کی غلطی ثابت کی گئی ہے ، قیمت صرف تین آنہ (۳ر)

**مجدد وقت** کون ہو سکتا ہے ۔ اس میں مجدد کی بحث ہے اور مرزا صاحب کی کتابوں اور الہاموں سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ مجدد ہرگز نہ تھے ۔ قیمت تین آنہ (۳ر)

**مباحثہ حقانی** { فی ابطال رسالت قادیانی یہ مشہور مباحثہ ہے جو لاہور میں مابین جناب میاں پیر بخش صاحب مرحوم سیکرٹری انجمن تائید الاسلام اور مولوی غلام رسول صاحب ہوا۔ اور مرزائی مولوی کسی نبی کے پیدا ہونیکا امکان بعد از حضرت خاتم النبیین صلعم ثابت نہ کر سکا مصنفوں کی شہادتیں ساتھ ہیں کہ مولوی صاحب غلام رسول میاں پیر بخش صاحب مرحوم کے دلایل قرآنی کا جواب نہ دے سکے قیمت آٹھ آنے (۸/)

**کرشن قادیانی** { اس کتاب میں کرشن جی کی تحریروں سے ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب اگر اپنے الہام کے مطابق کرشن تھے تو مسلمان نہ تھے۔ قیمت تین آنے (۳/)

**تردید نبوت قادیانی** { میر قاسم علی قادیانی مرزائی کی کتاب نبوت فی خیر الامت کا دندان شکن جواب قیمت ۸/

**الکتاب والحکمتہ** { یعنی حیات حضرت مسیح علیہ السلام پر ایک زبردست دلیل قیمت ۱/

**ماہوار رسالہ "تائید الاسلام"** { یہ ماہوار رسالہ زیر ادارت مولانا مولوی لال حسین صاحب اختر مبلغ اسلام ہر انگریزی مہینے کی پندرہ تاریخ کو شایع ہوتا ہے اس میں تردید مذاہب باطلہ اور خصوصاً تردید مرزائیت نیز مخالفین اسلام کے اعتراضات کے جوابات شایع ہوتے ہیں ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ قابل دید رسالہ ہے سالانہ قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ خرچ وی۔پی (۱؎۸/)

ملنے کا پتہ

**منیجر تردید مرزائیت بک ایجنسی** متصل اونچی مسجد بھاٹی دروازہ لاہور


محمد الیاس [illegible] تاجر کتب [illegible] لاہور